(: /2 3 /

الحمد للہ والمنۃ کہ رسائل مذکور

فخر الحسن

از تصنیف [illegible] قطب العارفین زبدۃ السالکین رئیس [illegible]

[illegible] مولانا فخر الدین فخر جہان چشتی نظامی دہلوی [illegible]

مع ترجمہ

علی حسن

[illegible] ابو [illegible] الخبر

از تصانیف امام [illegible] سید المفسرین یکتائے زمان مجدد زمان حضرت

امام [illegible] سیوطی علیہ [illegible] رحمۃ رب المنان

البرق فی اتصال الخرقہ

[illegible] صاحب تالیفات کثیرہ و تصنیفات مفیدہ جامع معقول و منقول حاوی

[illegible] جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الغفور صاحب [illegible]

[illegible] ابو الخیر [illegible] و باہتمام بندہ عابد حسین مہتمم مطبع [illegible]

مطبع [illegible] واقع [illegible] دہلی

غلطنامہ کتاب منتخب فخر الحسن مع تعلیق حسن اتصال الفرقہ معہ الیسرہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
١	٣	[illegible]	[illegible]	٣٣	٣	احدبین	احدبین	٦٦	٨	مدینی اوستاد	مدینی اور
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٣٣	٥	قصے	نہ قصے	٦٧	٧	فدکو	فدکو
١٠		[illegible]		٣٠	١٠	خبر	خبر دینے سے شروع کیا ہے	٦٠	٢	علیبا	علیبا
[illegible]				٣[illegible]	١٦	مانهما	انهما	٦٨	١٤	[illegible]	[illegible]
[illegible]				٣[illegible]	٢١	الخیر	الخبر	٦٩	٤	ہونیکی وجہ سے	ہو[illegible]
		[illegible]		٣[illegible]	١٠	یروبها	یرویها	٦٩	١٢	لبسب	لسبب
		[illegible]		٣٨	١٤	بنز	ینزل	٦٩	٧	[illegible]	[illegible]
		[illegible]		[illegible]	٤	وینفقد	وینفقدو	٧٠	١	عیدین	عیدین
				٤[illegible]	٧	ممن سمعنا	ممن سمعنا	٧٠	١٥	کی روایت	سوایت
				٤[illegible]	١٠	اجینا	احیبا	٧٠	٢١	ہی حسن کی	ہی کی
		[illegible]		٣[illegible]	١٥	[illegible]	النهدی	٧٠	٢	اور ابن حبان نے	اور مزی نے
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٩	[illegible]	[illegible]	٧٠	٧و٨	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	لاغبط	٤٧	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٧٠	٨	مان کی	من
٤٣		[illegible]	لاصبغ	٤٩	١٢	[illegible]	[illegible]	٧٠	١٣	مان ہی	من ہی
[illegible]		[illegible]	اصبغ	٤٩	[illegible]	خنف	[illegible]	٧٣	٩	اتی الطبرانی	انی الطبرانی
[illegible]		[illegible]	اصعه	٥١	٣	قریب بن	قریب ابن	٧٣	٢٠	اتباع	اتباع
[illegible]		[illegible]	محمد بن فضیل	٥٢	١	المحکم	[illegible]	٧٣	٤	باطنی ابن	[illegible]
[illegible]		[illegible]	وحمید	٥٤	٣	پیشتر	[illegible]	٧٥	١٦	عشرہ تو	عشرہ کا
[illegible]		[illegible]	ذیل ویونس					٧٥	١٦	ق	سنی
١	١٨	[illegible]	کہاکہ سعید						[illegible]	ہشیم	ہشیم
٣٠		[illegible]	والعلوم						١٦	[illegible]	[illegible]
٣٣		[illegible]	وانت	٦١		[illegible]	تمام ہوا		[illegible]		[illegible]
٣٠		قبل کا	مثل کا	[illegible]	٣٠	[illegible]	[illegible]			[illegible]	
٣٣	١٢	[illegible]	[illegible]	٦[illegible]	٢٥		[illegible]			[illegible]	[illegible]
[illegible]		عالم	[illegible]	٦٣							[illegible]

احسن

[illegible]

[illegible] ۱۹۲۲

[illegible]

[illegible] جامع محمد حسن [illegible]

[illegible] فخر [illegible]

[illegible] زمین [illegible]

[illegible] متوفی سنہ ۱۲۹ [illegible]

[illegible] روش سے تحریر فرمایا [illegible] عشق

[illegible] حدیث کے ملاحظہ ہو [illegible]

[illegible] ظاہر کرتے ہیں [illegible] اس گوہر

[illegible] دوسرا رسالہ امام

[illegible] متوفی سنہ [illegible] کا موسوم [illegible] بوصل الخرقہ

[illegible] کی چپت باندھکر اسکے مناسب مقامات پر ضروری و مختصر تحشی

شرح قول المستحسن وغیرہ سے کرکے ابطال بعض مخلص احباب کے وہ رسالہ کا اردو ترجمہ معہ مختصر [illegible]

الامام الحسن البصري بأمير المؤمنين
علي رضي الله تعالى عنه وعمن رضي
عنه ليس لي قواعد فن الحديث
والاكتفاء في الاتصال على المعاصرة
المحضة امر تاباه سلامة الذهن
اذ في المطالب النقلية يعتبر
الوقوع لا الامكان - والصوفية
يقولون بلقاه اياه وسماعه منه
كرم الله وجهه ووجه من رأى
وجهه وبعد التفتيش لا يثبت
له الاصل فاستخار الله تعالى
وتتبع كتب ائمة هذا الشان اسكنهم
الله بحبوبة الجنان فوجد حديثا
صحيحا له عنه رضي الله تعالى
عنه وعمن استفاضه عنه موصولا
مقبولا على اصول هولاء الفحول
وسماعه منه ولقاه اياه ثابتا
عندهم ولكليهما (اي الاجتماع والسماع) اصلا كليا
قويا عند جماهير ائمة هذه المعرفة
شكر الله سعيهم فنبينه كله
في هذه الكراسة مع قصر الباع في العلم

کے ایسا امر ہے کہ سلامتی ذہن کی اوس
سے انکار کرتی ہے - کیونکہ نقلی امور مین
وقوع معتبر ہے نہ امکان - اور صوفیہ
حسن بصری کا لقا اور سماع دونون
علی سے اللہ اونکے اور جنھون نے اونکی
زیارت کی اونکے منہ کو بزرگ و تروتازہ
کرے - لیکن بعد تحقیق و تفتیش کے
اسکی اصلیت ثابت نہین ہوتی - پس
مین نے اللہ سے استخارہ چاہا اور اس
فن کے اماموں کی (اللہ اونکو اعلے جنت
مین داخل کرے) کتابون کا تتبع کیا تو
صحیح حدیث اون سے اور جنھون نے
اون سے استفاضہ کیا ہے موصول
و مقبول موافق اصول ان علماء کے
پایا - اور اونکا سننا اور ملاقات کرنا
بھی اون کے نزدیک ثبوت کو پہونچا ہوا
پایا - اور ان دونون (سماع و لقاء)
کے لئے بھی قاعدہ کلیہ جمہور ائمہ فن ہذا
کے پاس پایا - اللہ اونکی کوششون کو
مشکور فرماوے - پس ہم اونکو باوجود کم بضاعتی
علم کے ان اوراق مین بیان کرتے ہین

وان كانت الاسانيد العالية للصوفية
القدسية من طرق السلسلة الجشتية
والقادرية والسهروردية والنقشبندية
وغيرها من اولياء الله تعالى رضى الله عنهم
اجمعين الذين قال النبي صلى الله عليه
واله وسلم فيهم ان من عباد الله من
(اخرجه احمد والستة الا الترمذي والطحاوي)
لو اقسم على الله لابره وقال يغبطهم
(اخرجه البيهقي واسحق بن راهويه)
الانبياء والشهداء هم المتحابون في الله
(الطبراني وابو نعيم)
من قبائل شتى وبلاد شتى يجتمعون على
ذكر الله يذكرونه لاتصال الحسن بعلي
الصديق كرم الله وجهه كثيرة شهيرة
مسطورة في كتبهم مذكورة على السنة
متبعيهم وانهم مع ذلك على بينة من ربهم
تعالى فالمطلوب الكلام بحسب لسان
اهل الحديث واهله ثم هذا الاصل المعول
هو كالمقدمة في الباب ويبتنى على ثلث
مقدمات فلنذكر قبل ليتعين على فخر الحسن
وهو ابطال الاتصال وارسال الارسال

المقدمة الاولى انه ولد الحسن
لسنتين بقيتا من خلافة امير المؤمنين
عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه بالمدينة الطيبة

کہ صوفیہ قدسیہ طریقے سلسلہ چشتیہ وقادریہ سہروردیہ
ونقشبندیہ وغیرہا اولیاء اللہ تعالیٰ کی پاس سند عالی ہین
اللہ تعالیٰ اونسے راضی ہو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اونکے حق مین فرمایا ہے کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہین
کہ اللہ پر بھروسا کرکے قسم کھاوین تو اللہ اوسکو پورا کردے
(اسکو ترمذی کے سوا اصحاب ستہ واحمد وطحاوی نے روایت کی)
اور فرمایا غبطہ کرینگے اونسے انبیاء اور شہداء وے اللہ کیلئے
دوستی کرنیوالے ہین مختلف قبیلون اور مختلف شہرون سے
اللہ کی ذکر کیلئے جمع ہوتے ہین (اسکو بیہقی وطبرانی و
ابو نعیم واسحق بن راہویہ نے اپنی سند مین روایت کیا ہے) شرح
محدثین اتصال پر حسن بصری کے علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ
بہت سی ہین کہ وہ مشہور اور مسطور ہین اونکی کتابون مین
اور اونکے متبعین کی زبان پر جاری ہین ذکر کرتے ہین باوجود
اسکے وہ دلیل پر ہین اپنے رب بزرگ وبرتر کے پس مطلب
میرا کلام کرنا ہے بحسب قواعد علم حدیث اور اہل حدیث کے
پھر یہ اصل زیادہ مثل مقدمہ باب کے ہے اور بنا اس کتاب
کی تین مقدمہ پر ہے اونکو ہم پہلے ذکر کرتے ہین تا وہ مذکرے
فخر الحسن کے اتصال کے پہونچنے اور ارسال کے چھوٹ جانے
پہلا مقدمہ یہ ہے کہ آپ کی پیدایش اخیر خلافت
مین امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
جبکہ مدت خلافت دو برس باقی رہگئی تھی مدینہ طیبہ مین ہوئی

فكان بها الى سن اربع عشرة مستشهد عثمان
رضي الله تعالى عنه وقدم البصرة بعد قال
الحافظ مجد الدين ابو السعادات المبارك
بن محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد
الشيباني الجزري ثم الموصلي الشهير بابن الاثير
في فن اسماء الرجال من جامع الاصول
في ترجمته هو ابو سعيد الحسن بن ابي الحسن
واسم ابي الحسن يسار البصري من سبي
ميسان مولى زيد بن ثابت ولد بسنتين
بقيتا من خلافة عمر بن الخطاب رضي الله
تعالى عنه بالمدينة الشريفة زادها الله تعالى
تشريفا وتعظيما وقدم البصرة بعد مقتل
رواه الطبراني عن حذيفة ۱۲ شرح
عثمان وكذا ذكره الشيخ العلامة ولي
الدين محمد بن عبد الله بن محمد الخطيب
التبريزي في اسماء رجال المشكوة وذكر
الحافظ جمال الدين المزي في التهذيب
والحافظ شمس الدين الذهبي في تهذيب
التهذيب انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة سنة

المقدمة الثانية ان امير المومنين
عليا المرتضى كرم الله وجهه كان
بالمدينة الطيبة من حين ميز الحسن الى

پھر اوس وقت سے چودہ برس کے سن شریف تک عثمان
رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہین ہی رہے - پھر اسکے بعد
بصرہ آئے - حافظ مجد الدین ابن اثیر جزری جامع الاصول
کے فن اسماء الرجال مین آپکے ترجمہ مین لکھتے ہین
وہ ابو سعید حسن بن ابی الحسن ہین اور ابو الحسن کا
نام یسار البصری ہے غلام تھے میان مولی زید بن ثابت
کے ہین بقیہ دو برس خلافت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کے مدینہ شریف زادہا اللہ شرفا و
تعظیما مین پیدا ہوئے - اور بعد قتل حضرت
عثمان کے بصرہ مین آئے - اور ایسا ہی شیخ
العلامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد خطیب
تبریزی (صاحب مشکوۃ) نے اسماء رجال المشکوۃ
مین ذکر کیا ہے - اور حافظ جمال الدین مزی نے
تہذیب مین - اور حافظ شمس الدین ذہبی نے
تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ یوم الدار
(واقعہ شہادت حضرت عثمان رض) مین موجود تھے
اوس وقت انکی عمر چودہ برس کی تھی -

دوسرا مقدمہ یہ ہے
کہ امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
حسن بصری رض کے بچپنے سے چودہ برس
کے سن تک مدینہ طیبہ ہی مین رہے -

ن میان

ان ابلغ اربع عشرة سنة كما سياتي عن الحافظ
السيوطي بل لم يخرج منها الا بعد اربعة
اشهر من مبايعته للناس ذكره القضاعي
في تاريخه والحسين بن محمد بن الحسن
الديار بكري في الخميس ناقلا من المختصر الجامع

المقدمة الثالثة ان
السماع في سن التميز صحيح مقبول سواء
بلغ السامع حد الحلم ام لا. قال ابن اثير
في باب الاصول من جامع الاصول
اما اذا كان اي الراوي طفلا عند
التحمل مميزا بالغا عند الرواية فتقبل
له روايته لان الخلل قد اندفع عن
تحمله واداته ويدل على جوازه اجماع
الصحابة رضي الله تعالى عنه على قبول رواية
جماعة في احداث ناقلي الحديث كابن عباس
وابن الزبير وابي الطفيل ومحمود بن
الربيع وغيرهم من غير فرق بين ما تحملوا
قبل البلوغ او بعده وقال الحافظ جلال الدين
السيوطي رحمه الله في اتمام الدراية سن
التحمل ووقته بالنسبة الى السماع التميز
ويحصل غالبا باستكمال خمس سنين

جیسا کہ اسکی تصریح حافظ سیوطی سے عنقریب آویگی
بلکہ قضاعی نے اپنی تاریخ مین اور حسین بن محمد
بن حسن دیار بکری نے تاریخ خمیس مین مختصر الجامع
سے نقل کرکے لکھا ہے کہ لوگون سے حضرت علی
کی بیعت لینے کے بعد چار مہینے کے مدینہ منورہ
سے باہر نکلے **تیسرا مقدمہ** یہہ ہے کہ
سن تمیز کا سماع صحیح و مقبول ہے۔ عام ازینکہ
سننے والا بلوغ کی حد کو پہونچا ہو یا نہ۔ ابن اثیر نے
باب الاصول مین جامع الاصول کے کہا کہ جب
راوی وقت تحمل کے اسکا تمیز کرنے والا روایت
کے وقت پہونچنے والا ہو تو اوسکی روایت
قبول کیجاویگی کیونکہ خلل اوسکے ادا کرنے اور
اوٹھانیکی وجہہ سے دور ہوگیا اس جواز پر اجماع
صحابہ دال ہے کہ ایک جماعت نوخیز کی روایتون کو بغیر
اس فرق کے کہ اونکا اوٹھانا روایات کا قبل بلوغ
کے ہوا یا بعد جیسے ابن عباس و ابن زبیر و
ابو الطفیل و محمود بن الربیع کی روائتین۔ اور
حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اتمام
الدرایہ مین کہا کہ سن تحمل کا اور اوسکا وقت
بنسبت سماع کے تمیز کا وقت ہے اور اکثر وہ پانچ
برس کے سن مین حاصل ہوتا ہے۔

وقال الحافظ جمال الدين المزي
روح الله روحه في ترجمة الحسن بن
علي بن ابي طالب رضي الله عنهما روى عن
جده رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه
وسلم وقال الامام احمد بن محمد بن حنبل
رحمه الله في مسنده حدثنا وكيع قال حدثنا
يونس بن ابي اسحق عن بريد بن ابي مريم
السلولي عن ابي الحوراء عن الحسن بن علي
رضي الله عنهما قال علمني رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم كلمات اقولهن في
قنوت الوتر اللهم اهدني فيمن هديت و
عافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت و
بارك لي فيما اعطيت وقني شر ما قضيت
فانك تقضي ولا يقضى عليك وانه
لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تباركت
ربنا وتعاليت وقال الامام المحدثين
محمد بن اسمعيل البخاري رحمه الله تعالى
في صحيحه في باب متى يصح سماع الصغير
حدثنا محمد بن يوسف قال حدثنا
ابو مسهر قال حدثني محمد بن حرب
قال حدثني الزبيدي عن الزهري

اور حافظ جمال الدین مزی اللہ اونکی روح کو
خوش رکھے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
کے ترجمہ مین کہتے ہین کہ اونھون نے اپنے نانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا اور کہا امام
احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند مین
حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے [illegible] نے کہا
کہ حدیث کی ہم سے یونس بن اسحق نے اونھون نے
برید بن ابی مریم سلولی سے اونھون نے ابی الحوراء
سے اونھون نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے
کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چند کلمے سکھائے کہ اونکو قنوت وتر مین ہم کہا کرین
اللہم اهدنی فیمن هدیت وعافنی فیمن
عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما
اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی
لا یقضی علیک وانه لا یذل من والیت
لا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت اور
امام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ تعالی
اپنے صحیح مین یہ باب منعقد کرکے حدیث لاتے ہین
اس بات کے بیان مین کہ لڑکے کی سماع کب صحیح و معتبر ہوتی ہے
حدیث بیان کی ہم سے ابو مسہر نے کہا حدیث کی
ہم سے محمد بن حرب نے کہا حدیث کی مجھسے زبیدی نے زہری سے

عن محمود بن الربيع قال عقلت من النبي
صلى الله عليه وآله وسلم مجة مجها في
وجهي وانا ابن خمسين سنة من دلو
وقال ابن الحجر في فتح الباري ومن اقوم
ما يتمسك به في ان المرد في ذلك الى
الفهم فيختلف باختلاف الاشخاص
ما اورده الخطيب (في كتاب الكفاية في علم الرواية) من طريق ابي عاصم
قال ذهبت بابني وهو ابن ثلث سنين
الى ابن جريج فحدثه قال ابو عاصم و
لا باس بتعليم الصبي الحديث والقرآن
وهو في هذا السن يعني انه كان فهما انتهى
فاعلم انها لما ثبت هذه المقدمات
عند ائمة النقل الثقات كون الحسن
البصري رحمه الله تعالى بالمدينة الشريفة
زادها الله تشريفا وتعظيما الى سن
اربع عشرة واقامة امير المؤمنين
علي المرتضى كرم الله وجهه بها الى
هذه المدة وصحة السماع قبل البلوغ
فكيف يسوغ معها ان يقال ان الحسن
لم ير عليا ولم يجتمع به ولم يسمع منه
لانه كان صبيا كما قال البعض (ابن تيمية)

اونھوں نے محمود بن الربیع سے کہا ہم ہوش سنبھالتے ہین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس کلی
سے کہ میرے منہ مین کلی کیا تھا ڈول کے پانی سے اوس وقت
میری عمر پانچ برس کی تھی۔ اور ابن حجر نے
فتح الباری مین کہا کہ تمسک کے لائق وقوی تر
اس مسئلہ کا مرجع سمجھ کیطرف ہے اور وہ مختلف آدمیون
مین مختلف طرح سے ہوتا ہے چنانچہ خطیب
بغدادی (کفایہ فی علم الروایہ مین) بطریق ابی عاصم
لائے ہین کہ مین اپنے تین برس کے بیٹے کو ابن جریج
کے پاس لے گیا تو اونھون نے اوس سے حدیث بیان
کی ابو عاصم نے کہا کہ اگر بچہ اس سن کا سمجھدار ہو
تو کچھ مضائقہ اوسکے حدیث وقرآن سکھلانے مین
نہین ہے انتہی پس جاننا چاہیے کہ جب یہ مقدمات ائمہ
ثقات کے نزدیک ثابت ہین کہ حسن بصری رحمہ اللہ
تعالے چودہ برس کے سن تک مدینہ شریفہ زادہا اللہ
تشریفاً وتعظیماً مین رہے اور علی مرتضے کرم اللہ وجہہ
بھی اس مدت تک وہین رہے اور قبل بلوغ کے
سماع بھی معتبر ہے پھر باوجود اسکے کیونکر لائق ہے
کہ یہ کہا جائے کہ حسن نے علی کو نہین دیکھا اور انکے
ساتھ اکٹھے نہین ہوئے اور اون سے کچھ سنا نہین کیونکہ
وہ لڑکے تھے جیسا کہ بعض (ابن تیمیہ) نے کہا ہے

و قال الحافظ جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى في رسالة اتحاف الفرقة
من المعلوم انه اي الحسن البصري من حين
بلغ سبع سنين امر بالصلاة
فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف
عثمان الى ان قتل عثمان وعلي اذ ذاك
بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة
الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر
سماعه منه كرم الله وجهه وهو كل
يوم يجتمع به في المسجد خمس مرات
من حين ميز الى ان بلغ اربع عشرة
سنة وزيادة على ذلك ولا ثلث
ان عليا رضي الله عنه كان يزور امهات
المؤمنين رضي الله عنهن ومنهن
ام سلمة والحسن في بيتها هو و
امه وقال عبد الله بن الامام احمد
وهو من مزيد انه في المسند في مسند
امير المؤمنين عثمان بن عفان البدري
الذي ادخله النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ورضي الله عنه في البدريين واسهم
مثل سهامهم وان لم يشهد بدرا

نحو عشرة الاف حديث ١٢ش

اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے رسالہ اتحاف الفرقہ مین کہا ہے کہ یہ بات معلوم
ہے کہ جب حسن سات برس کے ہوئے تو نماز کیلئے
حکم کئے گئے پس جماعت مین حاضر ہوتے اور
شہادت حضرت عثمان تک وہ انکے پیچھے نماز پڑھا
کرتے اور حضرت علی اوسوقت مدینہ شریف مین
تھے کیونکہ مدینہ سے وہ نہین نکلے مگر جبکہ حضرت
عثمان شہید ہو چکے پس کیونکر اس بات کا انکار
ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت مین حسن نے علی کرم
اللہ وجہہ سے کچھ نہین سنا باوجودیکہ ہر روز
مسجد مین پانچ مرتبہ تمیز کے وقت سے چودہ
برس کے سن تک بلکہ کچھ زیادہ (چار جگہ) اکٹھے
ہوتے تھے انکے علاوہ اسمین بھی شک نہین
کہ حضرت علی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے
دیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے اونھین مین حضرت
بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہین اور حسن اور انکی
ماں بھی اوسی گھر مین رہتے تھے اور عبد اللہ بن
امام احمد حنبل نے اپنے مستزاد حدیث مسند حنبل مین
(کہ وہ قریب دس ہزار حدیثون کے ہے) امیر المؤمنین
عثمان بن عفان بدری رضی اللہ عنہ کی مسند مین جنکو
رسول اللہ صلعم نے بدریون مین داخل فرمایا ہے باوجودیکہ

حدثنی زیاد بن ایوب قال حدثنا هشیم قال زعم ابو المقدام عن الحسن بن ابی الحسن قال دخلت المسجد فاذا انا بعثمان بن عفان متکی علی ردائه فاتاه سقاءان یختصمان الیه فقضی بینهما ثم اتیته فنظرت الیه فاذا رجل حسن الوجه بوجهه نکتات جدری واذا شعره قد کسا ذراعیه وقال الذهبی فی طبقات فی ترجمة الحسن نشأ بالمدینه وحفظ کتاب الله فی خلافة عثمان وسمعه یخطب

وہ بدرمین (بوجہ مرض) شریک ہوئے اور موافق شرکاء کے غنیمت کا حصہ آپ کو بھی دیا ۔ حدیث بیان کی مجھ سے زیاد ابن ایوب نے کہا حدیث کی ہمسے ہشیم نے کہا ابو المقدام نے گمان کیا حسن بن ابی الحسن سے کہا مین مسجد مین آیا اوسوقت عثمان بن عفان لیٹے ہوئے تھے اپنی چادر پر مین بھی وہین بیٹھا پس دو پانی والے جھگڑتے آئے آپنے دونون کے درمیان فیصلہ کردیا مین نے اونکو نہایت خوبصورت دیکھا اونکے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور سر کا بال اونکے بازو کو چھپاتی تھا ۔ اور ذہبی طبقات مین بضمن آپکے ترجمہ کے لکھتے ہین که مدینه مین نشو و نما پائی اور قرآن مجید کو حضرت عثمان کی خلافت مین حفظ کیا اور اونکو خطبہ پڑھتے سنا (اسکو

المقدمة الرابع ان الحسن البصری

ثقة مامون شیخ شیوخ زمانه و امام ائمة او انه عند الائمة المحدثین الکبار بل عند الصحابة الابرار رضی الله عنهم اجمعین قال الشیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی رحمه الله تعالیٰ فی الکوکب الدراری شرح صحیح البخاری فی ترجمته عن محمد بن سعد قال کان الحسن جامعا عالما رفیعا ثقة عابدا ناسکا کثیر العلم فصیحا جمیلا وسیما

بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہی) **چوتھا مقدمہ یہ ہے** کہ حسن بصری ثقہ مامون ایک شیخ ہین اپنے زمانہ کے شیوخ سے اور ایک امام ہین اماموں کے بلکہ اکابر محدثین کے نزدیک بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک بھی شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی رحمہ اللہ کوکب الدراری شرح صحیح بخاری مین تحت ترجمہ آپ کی محمد بن سعد سے روایت کرتے ہین کہا محمد بن سعد نے کہ حسن جامع (علم و عمل ظاہر و باطن کے) عالم فقیہ ثقہ عابد کثیر العلم فصیح اہل بصرہ کے لوگون مین

اجمع الامة على جلالته وعظم قدره
علما وزهدا وفصاحة وقال الخطيب (ای صاحب المشکوٰۃ)
التبريزي روى الحسن عن الصحابة
مثل ابي موسى (اشعری) وانس بن مالك و
ابن عباس وغيرهم وعنه خلق
كثير من التابعين وتابعيهم
وهو امام وقته في كل فن وعلم
وزهد وورع وعبادة وقال ابن
الاثير روى الحسن البصري من الصحابة
مثل ابي بكرة الثقفي وانس وسمرة
بن جندب رضي الله تعالى عنهم و
روى عنه خلق كثير من التابعين
وتابعيهم وهو امام وقته في كل
فن وعلم وزهد وورع وعبادة و
قال الترمذي في كتاب العلل
من جامعه حدثنا سوار بن عبد الله
العنبري قال سمعت يحيى القطان
يقول ما قال الحسن في حديثه قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم الا
وجدنا له اصلا الا حديثا او حديثين
وقال الشيخ جمال الدين المزي في التهذيب

(وقد تكلم المحدثون في سماع الحسن من هولاء الصحابة الحسن محققه في آخر الكتاب ان شاء الله تعالى ١٢ شرح)

نہایت بعظمت تھی اونکی علم و زہد و فصاحت و جلالت
بڑے مرتبہ کی ہونے پر امت نے اجماع کیا ہے اور کہا خطیب
تبریزی (صاحب مشکوٰۃ) نے کہ حسن نے ابو موسیٰ اشعری
و انس بن مالک و ابن عباس وغیرہم صحابہ کرام سے روایت
کیا ہے اور اون سے مخلوق کثیر نے تابعین و تبع تابعین کے
روایت کیا ہے اور وہ زہد و تقویٰ و عبادت وغیرہ جملہ
علوم و فنون میں امام وقت تھے اور کہا ابن اثیر جزری نے
کہ حسن نے ابو بکرہ ثقفی و انس و سمرہ بن جندب اصحاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے اور اون سے
ایک خلق کثیر نے تابعین و تبع تابعین سے اور وہ امام وقت
تھے کل علم و فنون و زہد و تقویٰ و عبادت میں اور کہا
ترمذی نے اپنے جامع کی کتاب العلل میں کہ ہم سے
حدیث بیان کی سوار بن عبد اللہ عنبری نے کہا کہ
میں نے یحییٰ قطان سے سنا کہتے تھے کہ حسن نے
جس روایت میں کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے میں نے اون کی اصلیت کو سوای
ایک دو حدیث کے سب کو معلوم کر لیا۔ اور
کہا شیخ جمال الدین نے تہذیب میں کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو
چھوٹے پن کی حالت میں صحابہ کرام کے
پاس جبکہ ان کی ماں کام میں لگ جاتی تھیں

كانت ام سلمة رض تخرج الى
اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وهو صغير وامه
منقطعة اليها فكانوا يدعون
له واخرجته الى عمر بن الخطاب
فدعا له اللهم فقهه في الدين
رواه العسكري في كتاب المواعظ
وحببه الى الناس وقال حماد بن
زيد عن عقبة بن ابي ثبيت الراسبي
قال كنت عند هلال بن ابي بردة فذكروا
الحسن فقال ابو هلال سمعت ابي يقول
والله لقد ادركت اصحاب محمد صلى
الله عليه وآله وسلم فما رايت
احدا اشبه باصحاب محمد صلى الله
عليه وسلم من هذا الشيخ يعني الحسن
وقال جرير بن حازم عن حميد بن
هلال قال لنا ابو قتادة الزموا هذا
الشيخ فما رايت احدا اشبه رايا
بعمر بن الخطاب منه يعني الحسن
رواه ابن ابي شيبة وسنده صحيح انتهى
وقال ابو هلال الراسبي عن خالد
رواه ابن ابي شيبة قال ثنا الحسن بن موسى قال ثنا ابو هلال
بن رباح الهذلي سئل انس بن
قال ثنا خالد بن رباح ان انس بن مالك سئل الخ شرح
مالك عن مسئلة فقال اسئلوا

تو برابر لیجایا کرتی تھین اور وہ لوگ انکے لیئے
دعا کیا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ کے پاس
لے گئین تو آپ نے یہ دعا دیا کہ اے خدا اسکو
دین کا فقیہ بنا اور لوگون مین اسکو محبوب رکھ
(اسکو عسکری نے کتاب المواعظ مین بھی روایت
کیا ہے) اور حماد بن زید عقبہ بن ابی ثبیت
راسبی سے روایت کرتے ہین کہ مین ہلال بن
ابی بردہ کے پاس تھا وہان لوگون مین حسن
کا تذکرہ تھا سو ہلال نے کہا کہ مین نے اپنے
باپ سے قسم کھا کر کہتے سنا ہے کہ مین نے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا
سب امین سے کسیکو سوا ے اس شیخ حسن
کے صحابہ کرام کے مشابہ نہین پایا اور جریر بن
حازم نے کہا کہ مجھ سے حمید بن ہلال نے روایت
کی کہ ہمکو ابو قتادہ نے اس بات کی نصیحت
کی کہ اس شیخ کی صحبت کو لازم کرو مین نے
حضرت عمرؓ کی راے سے انکے سوا کسیکو زیادہ
مشابہ نہین پایا (اسکو ابن ابی شیبہ نے بھی سند
صحیح سے روایت کیا ہے شرح) اور ابو ہلال راسبی
خالد بن رباح ہذلی سے روایت کرتے ہین ایک مسئلہ
حضرت انس بن مالک پوچھے گئے تو فرمایا کہ مولانا

مولانا الحسن فاتوا ابا حمزة فسالت فقول
سلوا مولانا الحسن قال سلوا مولانا الحسن فانه
قد سمع وسمعنا فحفظ ونسينا وقال القاسم
بن الفضل الحدانی عن عمرو بن مرة انی لاغبط
اهل البصرة بهذين الشيخين الحسن وابن سيرين
وقال موسى بن اسمعيل عن المعتمر بن سليمان
كان يقول الحسن شيخ اهل البصرة وقال
عبد الرزاق عن معمر قال لی عمرو بن دينار
ابو الشعثاء عندكم اعلم او الحسن قال قلت
ما تقول ان من عندنا من يزعم ان الحسن اعلم
من ابن عباس قال فهل كان الحسن الا
من تهلبيا ابن عباس قال قلت فهل كان
ابو الشعثا الا من تسبيان الحسن قال هو
عندنا اعلم منه قال عبد الرزاق فقلت
لمعمر فرطت قال انه افرط فافرطت وقال
ضمرة بن ربيعة عن الاصبغ بن زيد
سمعت العوام بن حوشب يقول
ما اشبه الحسن الا بنبی قام فی قومه
ستين عاما يدعوهم الى الله عز
وجل وقال عبيد الله بن عمر
القواريری عن هشيم اخبرنا

حسن سے پوچھو لوگوں نے کہا کہ اے ابا حمزہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں اور آپ
فرماتے ہیں کہ مولانا حسن سے پوچھو فرمایا ہاں انہیں سے پوچھو کیونکہ
انھوں نے بھی سنا اور ہم نے بھی سنا انھوں نے یاد
کیا اور ہم بھول گئے اور قاسم بن فضل حدانی عمرو بن مرہ سے
روایت کرتے ہیں کہ میں اہل بصرہ پر ان دو شیخوں کے باعث غبطہ کرتا ہوں
حسن اور ابن سیرین اور موسی بن اسمعیل
نے کہا کہ معتمر بن سلیمان کہتے تھے کہ حسن بصرہ
کے شیخ ہیں اور عبد الرزاق معمر سے روایت کرتے ہیں کہ
مجھے عمرو بن دینار نے کہا کہ تمہارے نزدیک ابو الشعثا
زیادہ عالم ہیں یا حسن میں نے کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں
ہمارے لوگوں میں سے بعض تو ابن عباس سے بھی حسن کو زیادہ
عالم جانتے ہیں کہا کہ حسن تو ابن عباس کے سامنے بچہ
ہیں تو میں نے کہا کہ ایسا ہی ابو الشعثا حسن کے سامنے
بچہ ہیں تو ابن دینار نے کہا تمہارے نزدیک بھی
ابو الشعثا حسن سے زیادہ عالم نہیں ہیں عبد الرزاق
کہتے ہیں کہ معمر کو میں نے کہا کہ تم حد سے بڑھا دیا
تو معمر نے کہا کہ ابن دینار نے حد سے بڑھایا تو میں نے
بھی بڑھایا اور ضمرہ ابن ربیعہ اصبغ ابن زید سے
روایت کرکے کہتے ہیں کہ عوام بن حوشب سے
میں نے سنا کہ حسن اپنی قوم میں نبی کے مانند ہیں ساٹھ
برس سے اللہ کی طرف انکو بلاتے ہیں اور عبید اللہ بن عمر

الاشعث بن سوار قال اردت ان اقوم البصرة لالقی الحسن فاتیت الشعبی فسالته فقلت یا ابا عمرو انی ارید ان اتی البصرة قال وما تصنع بالبصرة قلت ارید ان القی الحسن فصفه لی قال نعم انا اصفه لك اذا دخلت البصرة فادخل مسجد البصرة فادم ببصرك فاذا رایت فی المسجد رجلا لیس فی المسجد مثله او لم تر مثله فهو الحسن قال اشعث فاتیت مسجد البصرة فما سالت عن الحسن احدا حتی جلست الیه بنعت الشعبی وقال محمد بن فضیل عن عاصم الاحول قلت للشعبی لك حاجة قال نعم اذا اتیت البصرة فاقرأ الحسن منی السلام قلت ما اعرفه قال اذا دخلت البصرة فانظر الی اجمل رجل تراه فی عینك واهیبه فی صدرك فاقرا منی السلام قال فما عدا ان دخلت المسجد فرأیت الحسن والناس حوله جلوس فاتاه فسلم علیه وقال قریش بن حیان العجلی عن عمرو بن دینار سمعت قتادة یقول

عمر القواریری نے کہا کہ ہمسے روایت کی ہشیم نے کہا کہ ہمکو خبر دی اشعث بن سوار نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا کہ بصرہ جاکر حسن سے ملاقات کرین تو ہم شعبی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ اے ابو عمر میرا ارادہ بصرہ جانیکا ہے کہا کہ بصرہ جاکر کیا کیجئے گا مین نے کہا کہ حسن سے ملاقات کرینگے آپ مجھسے انکی تعریف بیان کیجیے کہا ہان مین تجھسے انکی تعریف کرونگا جب تو بصرہ مین جائیو تو مسجد مین جانا اور نظر کو دوڑانا تو ایک ایسے مرد کو دیکھیگا کہ اوسکے ایسا دوسرے کو نہین دیکھیگا یا کہا کہ اونکے ایسا کسی کو نہ دیکھا ہوگا اشعث نے کہا کہ مسجد مین آکر ہمنے کسی سے نہ پوچھا پس شعبی کی تعریف بموجب ان تک پہنچے اونکے پاس جاکر ہم بیٹھے۔ اور کہا محمد بن فضیل نے عاصم احول کی روایت سے کہ مین نے شعبی کو کہا کہ آپکو کچھ بصرہ مین حاجت ہے کہا ہان جب بصرہ جانا تو حسن سے ملنا اور اونکو میرا سلام کہنا مین نے کہا کہ مین اونکو نہین پہچانتا کہا کہ جب بصرہ مین جانا تو ایک نہایت خوبصورت مرد کو دیکھنا اوسکی ہیبت تیرے دل مین پڑیگی اونکو میرا سلام کہنا پس جب ہمنے مسجد بصرہ مین گیا اور اونکو دیکھا کہ اونکے گرد بیٹھے ہوئے ہین پس مین اونکے پاس گیا اور سلام کیا۔ اور کہا قریش بن حیان العجلی نے عمرو بن دینار کی روایت سے کہا کہ قتادہ کو کہتے سنا

ما جمعت علم الحسن الی احد من العلماء
الا وجدت له فضلا علیه غیر انه کان
اذا اشکل علیه شیٔ کتب فیه الی سعید بن
المسیب یسأله وقال ابو عوانة عن قتادة
ما جالست فقیها قط الا رایت فضل الحسن
علیه وقال عبید الله بن عمر القواریری
عن حاتم بن وردان کنا عند ایوب
فسأله رجل عن حدیث من حدیث
الحسن فی کذا وکذا ثم ضحك فغضب
ایوب غضبا ما رأیت غضبا مثله قال ثم
ضحك قال لا شیٔ یا ابا بکر قال ما ضحکت
لخیر ثم قال ایوب انه والله ما رأت عیناك
رجلا قط کان افقه من الحسن وقال
عبد الرحمن بن المبارك عن حماد بن
زید سمعت ایوب یقول کان الرجل
یجلس الی الحسن ثلث حجج ما یسأله
عن مسئلة هیبة له. قال غالب
القطان البصری عن بکر بن عبد الله المزنی
من سره ان ینظر الی اعلم عالم
ادرکناه فی زمانه فلینظر الی
الحسن فما ادرکنا الذی هو

مین نے نہین جمع کیا حسن کے علم کے ساتھ اور
اور علماء کے علم کو مگر حسن کو اونپر فضل پایا بجز
جب اونکو مشکل مسئلہ پیش آتا تو سعید بن مسیب کے
پاس لکھکر دریافت کرتے اور قتادہ سے نقل
کرکے ابو عوانہ نے کہا کہ ہم کبھی کسی عالم کے پاس
نہین بیٹھے مگر حسن کو اونپر افضل پایا۔ اور
عبید اللہ بن عمر قواریری نے کہا کہ مجھ سے حاتم
بن وردان نے کہا کہ ہم ایوب کے پاس تھے کہ ایک
آدمی نے حسن کی احادیث مین سے ایک حدیث
کی نسبت پوچھا جو فلان باب مین تھی بعدہ ہنسا
اسپر ایوب اسقدر غصہ ہوئے کہ کسیکو ایسا
غصہ نہین دیکھا پھر ایوب نے کہا کہ تو کیون ہنسا کہا
اوسنے کہ یون ہی اے ابا بکر ایوب نے کہا کہ بھلائی
سے تو نہین ہنسا ہے اللہ کی قسم تیری آنکھون
نے کبھی حسن سے بڑھکر عالم نہین دیکھا اور عبد الرحمن
بن مبارک نے کہا کہ مجھ سے حماد بن زید نے کہا
کہ ایوب سے مین نے سنا کہ تین حج مین لوگ حسن کے
پاس بیٹھتے ایسی کثرت ہوتی جب کوئی مسئلہ پوچھتے
تو اونپر ہیبت طاری ہوتی غالب بن قطان
بصری نے کہا کہ بکر بن عبد اللہ مزنی نے کہا کہ اپنے
زمانہ مین بڑے عالمون مین حسن عالم کو ...

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم
يصلي بنا ونقرأ الآيات من السورة ثم يركع
وقال محمد بن سعد قالوا وكان الحسن جامعا
عالما رفيعا فقيها ثقة مامونا عابدا
ناسكا كثير العلم فصيحا جميلا
وسيما انتهى واورد الحافظ ابن كثير
اے کلام الحافظ المزی ۱۲
في كتاب البداية والنهاية بعض
هذه الآثار ايضا قال وقال قتادة ما رأت
عيناي افقه من الحسن وقال يونس بن عبيد
كان الرجل اذا نظر الى الحسن انتفع به
وان لم يسمع كلامه ولم ير عمله و
قال الاعمش ما زال الحسن يعي الحكمة
حتى نطق بها وقال محمد بن سعد الحسن
ابن ابی الحسن
قدم مكة فاجلس على سرير واجتمع
الناس اليه فحدثهم وكان فيهم
مجاهد وعطاء وطاوس وعمرو بن شعيب
فقالوا لم نر مثل هذا قط انتهى
واذ قد تمت المقدمات فيبدأ
العبد الآن في المقصود مستعينا بالله
المعبود مبتديا بكلام الله الودود ...
وما اوتيتم من العلم الا قليلا اللهم سبحانك

بیان کرتے ہیں جنسے آپ نے سنا ہے تو فرمایا حسن نے ای شخص
ہمنے جھوٹ نہیں کہا ہے ورنہ جھوٹ کی نسبت کی ہے و لیکن
ہمنے خراسان کے جہاد میں ایک جہاد کیا حسین میرے ساتھ
تین سو صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور نمین
ایک شخص تھا کہ وہ ان کے ساتھ نماز پڑھاتا تھا اور آیات سے
سورے کی پڑھتا اور رکوع کرتا اور محمد بن سعد نے کہا کہ حسن
جامع تھے ہر طرح عالم جلیل القدر فقیہ ثقہ مامون عابد طریق حق
... کثیر العلم فصیح خوبصورت تھے امام مزی کا کلام ختم
ختم ہوا اور حافظ ابن کثیر نے کتاب البدایہ والنہایہ میں
بعضے ان آثار کو لائے ہیں اور کہا کہ قتادہ نے کہا کہ میری دونوں
آنکھوں نے حسن سے زیادہ فقیہ کسیکو نہیں دیکھا اور یونس
بن عبید نے کہا کہ ... حسن کو دیکھتا ... نفع پہونچتا
... اگرچہ ان کا کلام نہ سنا ہو اور عمل نہ دیکھا ... اور
اعمش نے کہا کہ حسن ہمیشہ حکمت کی حفاظت کرتے رہے یہانتک
کہ ... ساتھ کلام کرنے لگے اور محمد بن سعد نے کہا کہ حسن مکہ میں تشریف
لائے ... اور آدمی سب ان کے پاس جمع ہوئے ...
... ان میں مجاہد اور عطا اور طاوس اور عمرو بن
شعیب ... تھے ان سبھوں نے کہا کہ ... ہم نے ... نہیں دیکھا
انتہی ... مقدمات تمام ہوئے تو ... اب مقصود کو شروع
... اللہ ... سے اور شروع کرتا ہے کلام اللہ ...
وما اوتيتم من العلم الا قليلا اللهم سبحانك

لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحكيم

باب في اللقاء

قال الحافظ جلال الدين السيوطي ناقلا
من الحافظ زين الدين العراقي في شرح
جامع الترمذي عند الكلام على حديث
رفع القلم عن ثلاثة قال علي بن المديني
الحسن رأى عليا بالمدينة وهو غلام
وقال ابو زرعة كان الحسن البصري
يوم بويع لعلي بن ابي طالب ابن اربع عشرة
سنة ورأى عليا بالمدينة ثم خرج
الى الكوفة والبصرة ولم يلقه الحسن
بعد ذلك وقال الحسن رأيت الزبير
يبايع عليا انتهى (رواه ابن حبان ١٢ شرح) وقال الامام الحافظ
محمد بن اسمعيل البخاري في تاريخه
الصغير في ترجمة سليمان بن سالم القرشي
ابي داؤد العطار سمع علي بن زيد وعلي
بن زيد من الحسن والحسن رأى عليا والزبير
التزما ورأى عثمان وعليا التزما
وقال الحافظ القاضي ابو بكر بن العربي
في شرح جامع الترمذي قد ادرك
الحسن عليا مسنا وذكر الحافظ الذهبي

لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحکیم

باب حسن کی ملاقاتین

حافظ جلال الدین سیوطی حافظ زین الدین عراقی
کی شرح جامع ترمذی سے تحت حدیث رفع القلم عن ثلاثة
کے نقل کرتے ہین کہ علی بن مدینی نے ذکر کیا کہ حسن نے علی کو
لڑکپن کے وقت دیکھا ہے اور ابو زرعہ نے کہا کہ جب
علی سے لوگون نے خلافت کی بیعت کی اوس وقت حسن
چودہ برس کے تھے اونھون نے حضرت علی کو مدینہ مین دیکھا ہے
اوسکے بعد کوفہ و بصرہ کو نکلے پھر اوسکے بعد نہین دیکھا
اور حسن نے کہا کہ ہمنے زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا ہے
اسکو ابن حبان نے روایت کیا ہے ١٢ شرح انتہی
اور امام الحافظ محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی
تاریخ صغیر مین تحت ترجمہ ابو داود سلیمان بن
سالم قرشی عطار کے کہا ہے کہ انھون نے علی بن
زید سے سنا اور علی بن زید نے حسن سے اور حسن بصری نے
علی و زبیر کو معانقہ کرتے ہوئے دیکھا اور عثمان و علی کو دیکھا لپٹے ہوئے
اور قاضی حافظ ابو بکر ابن عربی نے جامع ترمذی
کی شرح مین کہا ہے کہ حسن نے علی کو پایا ہے
جس حال مین کہ وہ مسن تھے - اور حافظ
ذہبی نے کہا کہ حسن نے علی و عثمان و طلحہ
کو دیکھا ہے لیکن اونکا ملاقات کرنا بصرہ مین

انه رای علیا وعثمان وطلحة و
اما اللقاء بالبصرة فما وجدناه
مصححا فی کتب المحدثین لکن الامام
الغزالی قدس الله سره العالی الذی
قال فیه الامام الحافظ ابن الاثیر
هو امام ائمة الدین وهادی دعاة
المسلمین واوحد الدهر وفرید العصر
فی علوم الشریعة علی اختلافها و
تنوعها والتصانیف الشریفة والتآلیف
اللطیفة التی لم یر قبله مثلها فی کل
فن من الفنون العلوم الشرعیة الی آخر
ترجمته وذکر الامام الیافعی بسنده
المتصل المسلسل باولیاء الله الکمل
عن قطب الوقت السید ابی الحسن الشاذلی
رضی الله تعالی عنه ان ابا الحسن بن
حرزهم المعروف فی لسان العامة
بابن حرازم المغربی کان ینکر علی الغزالی
ویطعن فیه فرای النبی صلی الله علیه وسلم
یجلده وقال الشیخ ابو الحسن الشاذلی
ولقد مات یوم واثر السیاط ظاهر علی
جلده قال الیافعی واخبرنی بعض

تو ہمنے اسکی تصحیح محدثین کے کسی کتب مین نہین
پایا مگر امام غزالی قدس اللہ سرہ العالی نے اسکو
لکھا ہے جنکے ترجمہ مین امام حافظ ابن اثیر نے یون
لکھا ہے کہ غزالی امام ہین ائمہ دین کے اور ہادی
ہین مخلوقات مسلمین کے یکتا ے عصر فرید دہر ہین
علوم شریعت مین اور خلافیات اور اوسکے تمام
مین اونکی تصانیف شریفہ وتالیفات لطیفہ
کل علوم وفنون مین شریعت کے ایسے ہین کہ اونکا
مثل اونکے پیشتر دیکھا نہین گیا آخر ترجمہ تک
اور امام یافعی نے اپنی سند متصل سے جس مین سب ملا
اولیاء اللہ ہین قطب الوقت سید ابو الحسن شاذلی
رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت سے روایت کی ہے کہ ابو الحسن
بن حرزہم جو عوام مین ابن حرازم مغربی سے مشہور ہین
امام غزالی پر طعن وتشنیع وانکار کرتے تھے پس
اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اونکو
درہ مار رہے ہین شیخ ابو الحسن شاذلی نے
کہا کہ جب ابن حرازم مرے تو اوس درے کا
نشان انکے چمڑے پر ظاہر تھا اور یافعی نے کہا کہ
کہ ابن حرزہم مذکور کے بعض اولاد نے جبکہ وہ
بحالت احرام دونون گھٹنون کو موڑے
حرم شریف مین رو رہے تھے اس سے زیادہ

ذرية الشيخ ابن حرزهم المذكور هو
محرم جاث على ركبتيه بالك بعينه بحرص
الشريف بزيادة على ما ذكرت بما هو مسطور
في سيرة جده انه كان جده المذكور
مطاعا في بلاد المغرب وقال غيره كان هو
رئيس الفقهاء فنظر في الاحياء فقال هو
خلاف السنة ثم التمس من السلطان
ان يامر مناديا ينادي في البلاد باحضار
نسخ الاحياء قال فلما حضرت اجتمع هو
والفقهاء ونظروا فيها وكان ذلك في
يوم الخميس فاجتمع رائهم على ان يحرق هو
يوم الجمعة بعد الصلوة فلما كانت ليلة
الجمعة راى النبي صلى الله عليه وسلم في
بعض الجوامع ومعه ابو بكر وعمر والنور
هنالك ساطع وهم جلوس فاذا بالامام
الغزالي قائم قال فلما راني قال يا رسول الله
هذا خصمي ثم جثى على ركبتيه وزحف
عليهما من مكانه الى ان وصل الى
الموضع الذي فيه النبي صلى الله عليه
واله وسلم وناوله نسخة من كتاب
الاحياء وقال يا رسول الله هذا يزعم

تفصیل کے ساتھ جو اون کے دادا کی سیرت
مین مذکور ہے بیان کیا کہ اون کے دادا ملک
مغرب مین مطاع اور مرجع خلائق تھے اور اون
کے سوا دوسرون نے کہا کہ وہ رئیس الفقہاء
تھے احیاء العلوم کو دیکھکر کہا کہ یہ خلاف سنت
ہے پھر سلطان سے کہکر سارے شہرون مین
اسکی منادی کرائی کہ احیاء العلوم کے سارے
نسخونکو جمع کرو جب جمع ہو گیا تو خود وہ اور سارے
فقہاء نے اوسکو دیکھنا شروع کیا وہ پنجشنبہ
کا روز تھا۔ پھر اسبات پر سب کی رای متفق
ہوئی کہ کل بعد از نماز جمعہ سبکو جلا دیا جاوے
جب جمعہ کی شب ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی ایک مجمع مین زیارت ہوئی آنحضرت صلعم
کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہین اور اوس
مجلس مین نور پھیلا ہوا ہے اور سب خاموش
بیٹھے ہین پس اچانک امام غزالی کو کھڑا پایا
پھر جب مجھے دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہ یہ میرا دشمن
ہے۔ پھر گھٹنون کے بل چلے اور اون سے بھی
آگے بڑھے اور پہونچے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
جس جگہ پر تشریف رکھتے تھے اور نسخہ احیا کو
پیش کیا اور کہا یا رسول اللہ یہ سمجھتا ہے

انی اقول عنك خلاف سنتك فانظر
فيه فان كان كما يزعم استغفرت
الله وتبت وان كان شيئا استحسنه
حصل لی من بركتك فخذ لی حقی
من خصمی قال فنظر فيه رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم من اوله
الى آخره ثم قال هذا حسن ثم ناوله
الصديق رضی الله عنه فنظر فيه
ثم قال نعم والذی بعثك بالحق
انه لحسن ثم ناوله عمر رضی الله عنه فنظر
فيه ثم قال كذلك قال الراوی
ابو الحسن المذكور فعند ذلك امر
بتجريدی فضرب خمسة اسواط
ثم شفع فی الصديق وقال يا رسول الله
انما فعل هذا اجتهادا فی سنتك
وتعظيما لها قال فعند ذلك عفی
عنی ابو حامد وبقيت متوجعا خمسا
وعشرين ليلة ثم رايت النبی صلى الله
عليه وسلم جاء ومسح علی وتوبنی
فشفيت نظرت فی الاحياء ففهمت
غير الفهم الاول انتهی ذكر فی الاحياء

کہ ہم آپکی طرف خلاف سنت کہتے ہین سو
آپ ملاحظہ فرماوین اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ خیال
کرتے ہین تو ہم توبہ استغفار کرتے ہین اور اگر کچھ اسمین
خوبی ہے جو مجھکو آپکی برکت سے حاصل ہوا ہے تو
اسوقت میرا حق اس سے لیجئے پھر شروع سے
اخیر تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرماکر
فرمایا کہ یہ خوب ہے پھر آنحضرت صلعم نے صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیا آپنے ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ اوسکی قسم ہے جسنے آپکو
حق کے ساتھ بھیجا ہے یہہ تو بہت بہتر ہے پھر آنحضرت صلعم
نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اونھون نے بھی دیکھکر ایسا ہی
فرمایا کہا ابو الحسن [illegible] کہ میرا کپڑا اوتارا گیا پھر
پانچ کوڑے لگائے گئے پھر حضرت صدیق نے سفارش کی
کہ یا رسول اللہ اسنے آپکی سنت میں اجتہاد ایسا کیا اور
سنت کی تعظیم کے خیال سے ایسا کہا ہے تو معاف
کیا مجھے ابو حامد غزالی نے اور اس مار کا درد پچیس رات تک
رہا پھر رسول خدا صلعم کی زیارت ہوئی اور آپ نے
اپنا دست مبارک اوسپر پھیرا اور مجھے توبہ کرایا پھر قبول
فرمایا بعدہ اب احیاء کو جو دیکھتے ہین تو پہلی بار کی سمجھ سے
اب دوسرا ہی مطلب معلوم ہوتا ہے انتہے۔ احیاء مین ذکر
کیا ہے کہ حضرت علی نے قصاص یعنی ایک واعظ کو (بوجہ
نہ جاننے ناسخ و منسوخ کے) بصرہ کی مسجد سے نکالا اور

اخرج علی رضی اللہ عنہ القصاص من
مسجد البصرۃ ولما سمع کلام الحسن البصری
لم یخرجہ اذ کان یتکلم فی علم الآخرۃ
انتہی الغرض منہ وقال مستند اہل
الحدیث والصوفیۃ الشیخ الامام ابوطالب
المکی فی قوت القلوب لما دخل علی
کرم اللہ وجہہ البصرۃ جعل یخرج القصاص
من المسجد ویقول لا یقص فی مجلسنا
حتی انتہی الی الحسن وہو یتکلم فی [illegible] العلم
فاستمع الیہ ثم انصرف ولم یخرجہ وقد
تلاقی سبعین بدریا ورای ثلثمائۃ
صحابی [illegible] عثمان رضی اللہ عنہ وعلی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [illegible]
وقد [illegible] العشرۃ المبشرۃ [illegible]
قال الحافظ المزی وقال [illegible] الذہبی
وہو شیخنا الامام العلامۃ الحافظ
الناقد المحقق المفید محدث الشام
یری الحدیث کما فی الفصیح متنا واسنادا
والیہ المنتہی فی معرفۃ الرجال طبقاتہم
ومن نظر فی کتابہ تہذیب الکمال علم
محلہ من الحفظ فما رأیت مثلہ ولا رای

حسن کا کلام سنکر انکو نہین نکالا کیونکہ یہہ
آخرت کے باب مین وعظ کہتے تھے انتہی اور صوفیہ
اہل حدیث کے مستند شیخ الامام ابوطالب مکی
نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ جب بصرہ
مین حضرت علی داخل ہوئے تو سارے واعظین کو
مسجد سے نکالنے لگے اور فرمانے میری مجلس
مین نہ بیان کیا کرین پھر حسن کے پاس پہونچے
اور وہ اس علم مین یعنی علم آخرت مین [illegible]
[illegible] رہے تھے اونکو سنکر واپس چلے [illegible]
[illegible] اونکو نہ نکالا - اور حضرت حسن ستر [illegible]
ملے اور تین سو صحابیونکو دیکھا او [illegible] عثمان [illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہما کو دیکھا [illegible]
[illegible] عشرہ مبشرہ [illegible]
[illegible] حسن [illegible]
حافظ مزی نے [illegible] مین ذہبی نے کہا
ہمارے شیخ امام العلامہ حافظ ناقد محقق مفید
محدث شام ہین حدیث کو متنا و اسنادا ایسا جانتے تھے گویا کہ
حقیقت مین یہ انپر ختم ہوتی ہے [illegible]
کی معرفت جو شخص انکی کتاب تہذیب الکمال کو
دیکھیگا وہ انکے مرتبہ کو پہچانیگا - مین نے
اونکے مثل کسیکو نہین دیکھا اور نہ [illegible]

هو متلى لنفسه انتهى الغرض منه وقال
محمد بن موسى الجرشي حدثنا ثمامة
بن عبيدة قال حدثنا عقبة بن محارب
عن يونس بن عبيد قال سألت الحسن
قلت يا ابا سعيد انك تقول قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم وانك
لم تدركه قال يا ابن اخي لقد سألتني
عن شيء ما سألني عنه احد قبلك
ولولا منزلتك مني ما اخبرتك
اني في زمان كما ترى وكان في عمل
الحجاج كل شيء سمعتني اقول قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فهو عن علي بن ابي طالب غير اني في
زمان لا استطيع ان اذكر عليا
اخبرنا بذلك ابو اسحاق بن الدراج
اے قال المزی ۱۲ ش
عن ابي جعفر الصيدلاني اذ ما قال
اخبرنا ابو علي الحداد قال اخبرنا
ابو نعيم قال حدثنا ابو القاسم
عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن
بن زكريا الاطروش قال حدثنا
ابو حنيفة محمد بن حنيفة الواسطي

اپنے مثل کسیکو دیکھا انتہے ۔ اور محمد بن موسے
جرشی نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ثمامہ بن
عبیدہ نے کہا کہ ہم سے حدیث کی عطیہ بن محارب نے
اونھوں نے یونس بن عبید سے کہا مین نے حسن سے
پوچھا کہ اے ابوسعید آپ کہا کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ رسول خدا صلعم
کو آپ نے نہین پایا فرمایا کہ اے بھائی تو نے ایسی بات
پوچھی ہے کہ کسی نے اسکے پیشتر نہین پوچھا اگر
تیرا مرتبہ میرے نزدیک نہ ہوتا تو ہم تجھکو نہ بتلاتے
ہم ایسے زمانہ مین ہین جسکو تو دیکھ رہا ہے اور تھے
وہ حجاج کے زمانہ مین جس مین تو یہہ کہتے سنے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو
ہمنے علی بن ابیطالب سے سنا ہے چونکہ ہم ایسے
زمانہ مین ہین کہ حضرت علی کا نام لے نہین سکتے لہذا
اونکا نام نہین لیتے ہین ۔ مزی کہتے ہین کہ اسکی خبر دی ہمکو
ابو اسحاق دراجی نے ابو جعفر صیدلانی اذ ما سے کہا
کہ ہمکو خبر دی ابو علی حداد نے کہا ہمکو خبر دی ابو نعیم
نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو القاسم عبد الرحمن
بن عباس بن عبد الرحمن بن زکریا اطروش
نے کہا ہم سے حدیث کی ابو حنیفہ محمد بن حنیفہ
واسطی نے کہا ہم سے حدیث کی محمد بن موسے

حدثنا محمد بن موسى الجرشي انتهى
وهذا دليل جليل على سماع الحسن
من علي المرتضى واكثاره عنه كرم الله وجهه
من اي وجه والرواة ليس
فيهم كلام للثقات ففي هذا القدر
كفاية لاهل الدراية وقال الحافظ
الذهبي في تذهيب التهذيب وقال
قال فيه الحافظ ابن حجر في شرح نخبة الفكر
وهو من اهل الاستقراء التام في نقد
الرجال في ترجمة الحسن روى عن
عثمان وعلي الى آخره وقال القاري
في شرح النخبة في بيان المرسل قال
جمهور العلماء ان المرسل حجة مطلقا
بناء على الظاهر من حاله وحسن الظن
به انه لا يروي حديثه الا عن الصحابي
وانما حذفه بسبب من الاسباب كما
اذا كان يروي ذلك الحديث عن جماعة
من الصحابة كما ذكر عن الحسن البصري
انه قال كنا اطلقنا اذا سمعته من
سبعين من الصحابة وكان قد يحذف
اسم علي رضي الله تعالى عنه بالخصوص

هذا في مسلم الثبوت ١٢ الشرح

جرشی نے انتہی اور یہ بہت بڑی مستدلیل ہے سماع
کی اور کثرت سے روایت کرنے کی علی مرتضی کرم اللہ تعالی
وجہہ [illegible] کسی وجہ سے حسن کی اور راوی
[illegible] میں جو راوی ہیں اون میں ثقات کو کچھ کلام نہیں
ہوا اور اس قدر اہل درایت کیلئے کافی ہے اور ذہبی کے حق میں حافظ
ابن حجر شرح نخبہ میں لکھتے ہیں حافظ ذہبی تذہیب
التہذیب میں ترجمہ حسن کے [illegible] استقرا
رجال کے [illegible] میں حسن نے عثمان و علی سے روایت
کی ہے الخ اور ملا علی قاری رحمہ شرح الشرح نخبہ
مرسل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جمہور علما کے
نزدیک مرسل مطلقاً حجت [illegible] اور اونکے حسن ظن کی
بنا پر کیونکہ وہ بجز صحابی کے دوسرے سے روایت
نہیں کرتے ہیں اور اوسکو کسی سبب سے حذف کر دیا ہے
خصوصاً اوس وقت کہ وہ حدیث ایک جماعت سے
مروی ہو جیسا کہ حسن بصری سے مذکور ہوا کہ ہم بیان
کرتے ہیں جبکہ ستر صحابی سے سنا ہے اور حضرت علی
کے نام کو بالخصوص بوجہ خوف فتنہ حجاج کے
چھوڑ دیا ہے اور زبدۃ المحدثین عمدۃ
المحققین مشید قواعد طریقہ جامع شریعہ
وحقیقہ سالک صراط مستقیم شیخ ابراہیم
کردی اوستاذ الاستاذ صاحب مقامات عالیہ

ایضا لخوف الفتنة من جهة الحجاج وقال
زبدة المحدثین عمدة المحققین مشید
قواعد الطریقة الجامع بین الشریعة و
الطریقة الجامع بین الشریعة والحقیقة
سالک الصراط المستقیم الشیخ ابراهیم
الکردی شیخ شیخ صاحب المقامات العلیة
والکرامات الجلیه الشیخ ولی الله المحدث
سلمه الله تعالی وابقاه فی فن الحدیث کما یعلم
من مکتوبه الی تلمیذه الشیخ میان داؤد
فی سند الاجازة حیث قال اجزت اخانا
الصحیح الفاضل مولوی میان داؤد
روایة صحیح البخاری وغیره من الکتب
الستة ومسند الدارمی وکتاب مشکوة
المصابیح بحق قرأتی للبخاری وسماعی للدارمی
والاجازة الباقی مع قرأة اوائلها علی الشیخ
ابی طاهر محمد بن ابراهیم الکردی المدنی
بحق اجازة وقرائته علی والده الشیخ
ابراهیم الکردی الخ فی رسالته انباه الانباه
علی تحقیق اعراب لا اله الا الله فی ادلة
تلقین الذکر ومنها ما ذکره الشیخ جلال الدین
ابو المحاسن یوسف بن عبد الله بن

وکرامات جلیه شیخ ولی الله محدث
(دہلوی) کے الله پاک اونکو سلامت رکھے
اور باقی رکھے جیساکہ نسبت استاذی کی علامۃ
کردی سے فن حدیث مین انکی خط سے جو اپنے شاگرد میان
شیخ داؤد کی سند اجازت مین لکھا ہے
معلوم ہوتا ہے وہ سند یہ ہے مین نے
اجازت دی اخی صالح فاضل مولوی میان
داؤد کو روایت صحیح بخاری وغیرہ کتب
صحاح ستہ ومسند دارمی وکتاب مشکوٰۃ المصابیح
کی حسب اپنی قرأۃ بخاری وسماع دارمی کے
اور اجازت قرأۃ کے ساتھ کل کے اور اس حدیث
کی شیخ ابی طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی
پر اور اونکو حق اجازت وقرأۃ کا اپنے والد
شیخ ابراہیم کردی سے ہے الخ نے رسالہ
انباہ الانباہ علی تحقیق اعراب
لا اله الا الله مین جو دلائل وثبوت مین
ہے تلقین ذکر کے اور بعض اون دلائل
سے یہ ہے جسکو شیخ جلال الدین ابو المحاسن
یوسف بن عبد الله بن عمر عجمی کورانی قدس
سرہ نے اپنے رسالہ ریحان القلوب
فی التوصل الی المحبوب مین لکھا ہے کہ

عمر العجمی الکورانی فی رسالة ریحان القلوب
فی التوصل الی المحبوب من قوله قدس
سرہ سال علی رضی الله تعالی عنه
النبی صلی الله علیه وآله وسلم
فقال یا رسول الله دلنی علی اقرب
الطرق الی الله واسهلها علی عباده
وافضلها عند الله تعالی فقال یا علی
علیک بمداومة ذکر الله تعالی فی
الخلوات فقال علی رضی الله تعالی
عنه هکذا فضیلة الذکر وکل الناس
ذاکرون فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلم مه یا علی لا تقوم الساعة
وعلی وجه الارض من یقول الله الله
فقال علی کیف اذکر یا رسول الله
قال غمض عینیک واسمع منی ثلث
مرات ثم قل انت ثلث مرات وانا
اسمع فقال النبی صلی الله علیه وسلم
لا اله الا الله ثلث مرات مغمضا
عینیه رافعا صوته وعلی رضی الله عنه
یسمع ثم قال علی لا اله الا الله ثلث مرات
مغمضا عینیه رافعا صوته والنبی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمکو نہایت ہی
آسان و نہایت ہی قریب راستہ اللہ کیطرف
پہونچنے کا جو اللہ کے نزدیک افضل بھی ہو بتلائیے
فرمایا اے علی خلوت و تنہائی مین اپنے پر اللہ
کے ذکر کی مداومت کر حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ یہی افضل ذکر ہے ایسے تو کل لوگ
ذاکر ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ٹھہر اے علی قیامت نہین ہوگی مگر
ایسے وقت کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی
نہوگا پس علی نے عرض کیا کسطرح ذکر کرین
فرمایا کہ دونون آنکھون کو بند کر اور مجھ سے
تین مرتبہ سُن پھر تو بھی تین مرتبہ کہہ اور ہم
سنین پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
لا الہ الا اللہ کو آنکھ بند کرکے بلند آواز
سے تین مرتبہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ سنتے
تھے پھر علی نے آنکھ بند کرکے بلند آواز سے
تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کو کہا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا پھر اسکی تلقین
کی علی نے حسن بصری کو اور کردی فی سلسلہ
کو شیخ عبد القدوس عباسی شناوی تک

صلى الله عليه واله وسلم يسمع ثم
لقن على الحسن البصري وذكر الكردي
السلسلة الى الشيخ عبد القدوس
العباسي الشناوي قال وهو لقن ولده
الشيخ عليا وهو لقن ولده سيد
الشيخ ابا المواهب احمد العباسي
الشناوي ثم المدني وهو لقن سيد
وشيخنا وقدوتنا الى الله تعالى الامام
الشريعة والطريقة والحقيقة ذا النفس
الاحمدي الوارث الاحمدي مركز دائرة
الملك والملكوت المحيط بالمقامات
باذن الله ذي العزة والجبروت فرد زمانه
وغوث اوانه سيدي صفي الدين احمد
بن محمد المقدسي الدجاني المدني
الشهير بالقشاشي نفعنا الله تعالى به في
الدارين امين وهو لقن خلقا لا يحصيهم
الا الله منهم ملتمس بركاته وبركاتهم
ابراهيم بن حسن بن شهاب الدين
الكوراني الشهرزوري ثم الشهرزاني ثم
المدني كان الله له عنه في كل ماله اليه
هذا احد طرق شيخنا نفعنا الله

ذکر کیا کہا کہ انھون نے اپنے لڑکے شیخ علی کو
تلقین کیا اور اونھون نے اپنے لڑکے سید
شیخ ابو المواہب احمد عباسی شناوی مدنی
کو تلقین کیا اور اونھون نے تلقین کی شیخ
او قدوت الی اللہ تعالی امام الشریعۃ والطریقۃ
والحقیقۃ ذی النفس الاحمدی وارث محمدی مرکز
دائرہ ملک و ملکوت محیط مقامات باذن اللہ
ذی العزۃ والجبروت فرد زمانہ غوث اوانہ
سیدی صفی الدین احمد بن محمد مقدسی دجانی
مدنی مشہور بقشاشی نفعنا اللہ تعالی کو جنکے
علم سے ہمکو دونون جہان مین نفع ہے آمین
اور اونھون نے ایک مخلوق کثیر کو اسکی تعلیم
کی جو شمار سے باہر ہے ان مین سے ونکی
برکات کا ملتمس ابراہیم بن حسن بن شہاب
کورانی شہرزوری پھر شہرانی پھر مدنی ہے
اللہ تعالی اوسکے ہر آن مین ہوا مین
یہ ہمارے شیخ کا طریقہ ہے - اللہ دونون
جہان مین ہمکو اس سے نفع بخشے ہم صرف
اسکو حدیث کی پیروی کے خیال سے تبرکا
لائے ہین - اس حدیث کو حافظ ابو الفتوح
(طاؤس بن کیسان تابعی جلیل القدر

في الدارين واوردناه على الانفراد
تبعا للحديث تبركا وهذا الحديث اخرجه
الحافظ ابو الفتوح الطاؤسي بنحو ما في
ريحان القلوب ثم الراجح ان الحسن البصري
سمع من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى
عنه فان الحفاظ مختلفون في ذلك
انكره جماعة واثبته جماعة قال الحافظ
السيوطي في اتحاف الفرقة وهو في
الاثبات هو الراجح عندي وقد رجحه
ايضا الضياء المقدسي في المختارة فانه قال
قال الحسن بن ابي الحسن البصري عن علي
بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه وقيل لم
[illegible] منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ
ابن حجر في اطراف المختارة ولكن بعد ترجيح
سماعه وصححه ثم سائر وجوه المرجحة
لسماعه فمن شاء فليرجع الى فتاوى
السيوطي وفي السمط المجيد لشيخنا واذا صح
السماع واللقاء وقد صح بسند التلقين
المذكور من طريق الحسن البصري جماعات من
الصوفية ومنهم الحفاظ كالحافظ ابي الفتوح
الطاؤسي وصله من طريق شيخه زين الدين

کی اولاد و فیروز آبادی صاحب سفر السعادة
و جزری و زین عراقی کے شاگرد) طاؤسی نے
بھی مثل ریحان القلوب کے روایت کی ہے
پھر راجح یہہ ہے کہ حسن بصری نے علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے سنا ہی کیونکہ حفاظ نے
اس باب مین اختلاف کیا ہے ایک جماعت نے تو
انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے اثبات حافظ
سیوطی نے اتحاف الفرقہ مین کہا کہ وہ یعنی اثبات
سماع حسن بصری کا ثبوت میرے نزدیک چند وجوہ
سے راجح ہے اور اسکو ضیاء مقدسی محدث
نے اپنی مختارہ مین بھی ترجیح دی ہے اسلیے انھون
نے کہا کہ حسن بصری نے علی بن ابی طالب رضی
اللہ تعالی سے روایت کی ہے اور کہا گیا کہ اونسے
نہین سنا اور اسیپر حافظ ابن حجر نے اطراف المختارہ
مین تعاقب کیا ہے لیکن اسکے بعد اونھون نے بھی اسکو
ترجیح دی اور صحیح کہا پھر وجوہ مرجحہ سماع کو بیان کیا
جو اسکی تفصیل چاہے سیوطی کے فتاوی کو دیکھے اور
ہمارے شیخ کے سمط المجید مین ہے کہ جب سماع و لقاء صحیح ہے
اور تلقین ذکر کی سند ایک جماعت صوفیہ حسن بصری
سے ملاتی ہے اون مین حفاظ بھی ہین جیسے حافظ
ابو الفتوح طاؤسی نے وصل کیا ہے طریقہ کو اپنے شیخ زین الدین

الخوافی والمثبت مقدم علی المنافی کان
وصل سند تلقین الذکر اصح هذا
بحسب لسان فن الحدیث واهله واما اکابر
اهل الطریق فهم علی بینة من ربهم فی
النفی والاثبات فاذا اثبتوا شیئا او
جزموا به فهو موافق للواقع انتهی فان قلت
الحکم بالارسال ومثله ضرب من الجرح
وبالاتصال ونحوه نوع من التعدیل و
الجرح مقدم علیه قلت ذلك فیما اذا کان
الجرح ثابتا مفسر السبب والا فلا یقبل
الجرح حققه العلماء فی الاصول ولا شك
ان من جرح بالارسال وقدح فی الاتصال
لم یات ببرهان قاطع فی سببه بل مبناه علی
العدم الاصلی فلا یقبل لان الاعتبار
لمزید العلم وهو الموجب لتقدیم الجرح
وذلك فی الوصل ثم علم من قول الامام
السیوطی رحمه الله ولکنه بعد صحح سماعه و
صححه ان من انکر السماع واستند الی شیخ
المحدثین شهاب الدین ابن الحجر العسقلانی
قدس الله سره فلم یشرف بقوله الاخیر قط
بل وقف علی قوله الاول المرجوع عنه

خوافی سے اور مثبت منفی پر مقدم کبھی ہوتا ہے تو
تلقین ذکر کی سند کی وصل نہایت صحیح ہوگی حسب
قواعد علم حدیث و اہل حدیث کے لیکن اکابر اہل
طریقت کے دلیل پر ہین اپنے رب کے نفی و اثبات
مین پس کسی چیز کو اونھون نے ثابت کیا اور لازم
کیا تو وہ واقع کے موافق ہے انتہی پس اگر تو یہہ
کہے کہ ارسال و اسکے قبیل کا حکم ایک قسم کی جرح ہے
اور اتصال و غیرہ کا حکم تعدیل ہے اور جرح تعدیل پر
مقدم ہے۔ مین کہونگا کہ یہہ اوسوقت ہے جبکہ
جرح ثابت مفسر السبب ہو نہین تو وہ جرح قبول
بھی نہین کیجاویگی جیساکہ علما نے اصول مین اسکو
ثابت کیا ہے اور اسمین کچھ بھی شک نہین ہے کہ جنھون
نے ارسال کی جرح کی ہے اور اتصال مین قدح تو وہ کوئی
دلیل قاطع اسکے سبب مین نہین لائے بلکہ اونکی بنا عدم اصلی
پر ہے اور وہ قابل قبول نہین کیونکہ مزید علم کا اعتبار ہے
اور وہ تقدیم جرح کی موجب ہے اور یہہ وصل مین بھی پایا جاتا
ہے پھر امام سیوطی کے قول سے معلوم ہوا کہ ابن حجر نے
بعد مین سماع کو ترجیح دی اور اسکو صحیح کیا پھر جنھون نے
سماع کو انکار کی نسبت شیخ المحدثین شہاب الدین ابن
حجر عسقلانی قدس اللہ سرہ کیطرف منسوب کیا ہے اونھے
اس قول اخیر کو نہین دیکھا ہے قول اور مرجوع عنہ کو دیکھکر کہتے ہیں

ـه وبعد تصریح السخاوی والعسقلانی ابن عراقی والانصاری والسمهودی و... صاحب الغرفة شیخ ابو الحسنات عفا عنه

فقط وظهر من قول العلامة الكردي ق
هذا بحسب لسان فن الحديث واهله ان ما قيل
ان الصوفية يقولون تلقن الحسن الذكر من
علي ولا اصل له ليس بشئ ذات الشيخ المحدث
المتقن والشيوخ المحدثين الذين اسند
الحديث من طريقهم رحمهم الله روحهم

باب في الاحاديث واتصالها

قال الامام احمد في مسنده حدثنا هشيم
قال اخبرنا يونس عن الحسن عن علي قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول
رفع القلم عن ثلاثة عن الصغير حتى يبلغ
وعن النائم حتى يستيقظ وعن المصاب
حتى يكشف عنه وقال حدثني بهز و
حدثنا عفان قالا حدثنا همام عن قتادة
عن الحسن عن علي ان النبي صلى الله عليه
واله وسلم قال رفع القلم عن ثلاثة
عن النائم حتى يستيقظ وعن المعتوه
او قال المجنون حتى يعقل وعن الصغير
حتى يشب وقال الامام محمد بن عيسى
الترمذي في جامعه حدثنا محمد بن
يحيى القطعي البصري حدثنا بشر بن عمر حدثنا همام

اور علامہ کردی کے قول سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بحسب قواعد
حدیث و اہل حدیث کے ہے یہ جو یہ کہا گیا ہے (القرہ بین) کہ
صوفیہ کہتے ہین حسن نے علی سے ذکر کی تعلیم پائی اسکی کوئی
اصلیت نہین ہے سو یہ قول محض بیجا ہے کیونکہ یہ شیخ
محدث متقن ہین اور شیوخ محدثین نے بھی حدیث
کو انکے طریق سے روایت کی ہے اللہ روح کو (کردی کے) خوش رکھے

باب احادیث مین اور اسکی اتصال مین

حسن بصری سے امام حنبل نے اپنی مسند مین کہا ہے حدیث
بیان کی ہمسے ہشیم نے کہا کہ ہمکو یونس نے خبر دی حسن سے
اونھون نے علی سے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے
تھے کہ تین شخصون سے قلم (گناہ لکھنے کا) اوٹھالیا گیا ہے لڑکے
سے جب تک وہ جوان نہ ہوا اور سونیوالے سے جب تک وہ نہ جاگے
اور مصیبت والے سے جب تک اوسکی مصیبت دور ہو اور کہا
مجھسے حدیث کی بہز اور عفان دونون نے کہا کہ ہمسے ہمام نے
حدیث کی انھون نے قتادہ سے اونھون نے حسن سے اونھون
نے علی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصون سے
قلم اوٹھالیا گیا ہے سونیوالے سے کہ وہ جاگے معتوہ یا مجنون سے
سے کہ وہ ہوش والا ہو لڑکے سے کہ وہ جوان ہو اور امام محمد بن
عیسے ترمذی نے اپنے جامع مین کہا کہ ہمسے حدیث
بیان کی محمد بن یحیے قطعی بصری نے کہا کہ ہمسے
حدیث کی بشر بن عمر نے اونھون نے کہا کہ ہمسے

عن قتادة عن الحسن عن علي كرم الله وجهه و
عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قال رفع القلم عن ثلثة عن النائم
حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يشب
وعن المعتوه حتى يعقل قال ابو عيسى
حديث علي رضي الله تعالى عنه حسن
غريب في هذا الوجه وقد روي من
غير وجه عن علي عن النبي صلى الله عليه
وآله وسلم ولا نعرف للحسن سماعا
من علي بن ابي طالب رضي الله عنه
وقال الامام الحافظ السيوطي في
الاتحاف واخرجه النسائي و
الحاكم وصححه الضياء المقدسي في
المختارة واعلم ان هذا الحديث متصل
على مذهب الامام احمد فانه معنعن
وكل معنعن متصل عنده كالجمهور
اذا خلا من شبهة التدليس وههنا
قد زالت ما صححه به الحاكم والضياء
بشبهة التدليس بما قال ابن حبان في الثقات
ذكر الامام الحافظ ابو بكر الخطيب في
الكفاية بسنده الى ابي داود قال سمعت
احمد وقيل له ان رجلا قال عن عروة

حدیث کی امام نے قتادہ سے اور انہوں نے حسن سے
اور انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے اور انہوں نے رسول اللہ
صلعم سے فرمایا کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سوتے ہوئے
سے جب تک کہ وہ جاگے اور لڑکے سے جب تک کہ وہ جوان ہو
اور معتوہ سے جب تک کہ سمجھدار ہو۔ امام ترمذی نے کہا کہ
حدیث علی رضی اللہ عنہ کی حسن غریب ہے اس طریق
سے اور تحقیق روایت کی گئی ہے یہ حدیث نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے دوسری جہت سے بھی اور حسن بصری کا
سماع علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہم نہیں جانتے
ہیں اور امام حافظ سیوطی نے اتحاف میں
کہا ہے کہ اسکو نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے
اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور نیز مقدسی نے مختارہ
میں روایت کیا ہے تو جان لے اسکو کہ یہ حدیث
مذہب امام احمد کے موافق متصل ہے کیونکہ یہ
معنعن ہے اور کل معنعن جمہور کے نزدیک
جبکہ تدلیس کے شبہہ سے خالی ہو متصل ہے
اور یہاں بوجہ حاکم کی تصحیح کے تدلیس کا شبہہ
زائل ہے اور امام ابو حافظ ابو بکر خطیب نے کفایہ
میں اپنی سند سے ابوداود تک نقل کیا کہا احمد
سے میں نے سنا کہ ان سے ایک شخص نے
پوچھا عن عروة ان عائشة قالت

ان عائشة قالت یا رسول الله وعن عروة
عن عائشة سواء قال کیف هذا سواء
سواء قالوا فانما فرق احمد بین
اللفظین لان عروة فی اللفظ الاول
لم یسند ذلک الی عائشة ولا ادرک
القصة وکانت مرسلة واما اللفظ الثانی
فاسند ذلک بالعنعنة فکانت متصلة
وکذا هو متصل علی مذهب الترمذی (التدلیس بشبهة زوال)
لانه اما ان یکتفی فی الاتصال بالمعاصرة
کالجمهور او یشترط اللقاء کبعضهم وکلاهما
ثابت عنده کغیره ولیس یشترط ان یکون
الراوی معروفا بالسماع ممن روی عنه و
قوله لا نعرف للحسن سماعا من علی رضی الله عنه
یعنی بوجه صریح انما قاله افادة علی عادته
ومن اجل التدلیس وکذا قول القاضی
ابی بکر بن العربی فی شرح الترمذی
قد ادرک الحسن علیا مسنا ولکن لا نعلم
سماعه منه وکذا هو متصل علی
مذهب الامام مسلم فانه یکتفی فی
الاتصال بالمعاصرة وقد بالغ فی الرد و
الانکار علی من خالف مذهبه هذا وقد ترکنا

قالت یا رسول الله وعن عروة عن عائشة
برابر ہے کہا کیونکر یہ برابر ہوگا محدثین نے کہا
کہ احمد نے دونوں لفظوں میں فرق کیا ہے کیونکہ
عروہ نے پہلی روایت میں عائشہ کی طرف سند
نہ کی اور قصے کو پایا پس مرسل ہوگا اور دوسری
روایت میں عن عن کے ساتھ سند کی پس
(بسبب زوال تدلیس کے) متصل ہوگی اور یہی
یہ روایت ترمذی کے مذہب پر بھی متصل ہے کیونکہ
انہوں نے صرف معاصرت پر اکتفا کیا ہے جیسا کہ جمہور
کا مذہب ہے یا لقاء بھی شرط ہے جیسا کہ بعض کا مسلک
ہے اور یہ دونوں انکے نزدیک ثابت ہے
جیسا کہ انکے غیر کے نزدیک ثابت ہے اور شرط
نہیں ہے کہ راوی جس سے روایت کرے اسکے سماع کے
ساتھ مشہور ہو۔ اور ترمذی نے یہ کہا کہ ہم انکا سماع علی رضی سے
نہیں جانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ صریح طور سے اور اسکو اپنی عادت
کے موافق تدلیس کے افادہ سے کہا اور ایسا ہی قاضی ابو بکر بن
عربی کا قول شرح ترمذی میں کہ حسن نے جبکہ مسن تھے حضرت علی کو
پایا مگر ہم انکے سماع کو نہیں جانتے ہیں اور ایسا ہی یہ حدیث
متصل ہے امام مسلم کے مذہب پر کیونکہ انہوں نے
اتصال کو صرف معاصرت پر بس کیا ہے اور جو انکے
مخالف ہیں انکے رد و انکار میں مبالغہ کیا ہے اور ہم نے

نورد ذلك وان اقتضى الى الاطالة وهى حسنة
قال فى مقدمة صحيحه قد تكلم بعض منتحلى
الحديث من اهل عصرنا فى تصحيح الاسانيد
وتسقيمها بقول لو ضربنا عن حكايته
وذكر فساده صفحا لكان رايا متينا ومذهبا
صحيحا اذ الاعراض عن القول المطرح
احرى لاماتته واخمال ذكر قائله واجدر
ان لا يكون ذلك تنبيها للجهال عليه
غير انا لما تخوفنا من شرور العواقب واغترار
الجهلة بمحدثات الامور واسراعهم
الى اعتقاد خطاء المخطئين والاقوال
الساقطة عند العلماء راينا الكشف عن
فساد قوله ورد مقالته بقدر ما يليق بها
من الرد اجدى على الانام واحمد للعاقبة
فيه ان شاء الله تعالى وزعم القائل الذى
افتتحنا الكلام على الحكاية عن قوله
والاخبار عن سوء رويته ان كل اسناد
لحديث فيه فلان عن فلان وقد احاط
العلم بانهما قد كانا فى عصر واحد
جائز ان يكون الحديث الذى روى الراوى
عمن روى عنه قد سمعه منه وشافهه به

مجتبے ہین کہ اوسکو باوجود طول ہونیکے نقل
کرین کہا مسلم نے مقدمہ صحیح مسلم مین کہ بعض حدیث
کے مدعی نے میرے زمانہ کے (اس سے بخاری مراد ہین)
اسانید کی صحت وضعف مین کلام کیا ہی اوسکے
مقولہ کو بیان کرین اور اوسکے نقص کو بھی بیان
کردین تو وہ رائے متین اور مذہب صحیح ہوگا کیونکہ قول
باطل سے اعراض کرنا زیادہ لائق ہو اوسکے نیست
کرنے اور اوسکے قائل کے چھوڑنے سے اور زیادہ
مناسب ہے کہ اوسکے لئے جہال پر تنبیہ ہو چونکہ ہم انجام
سے ڈرتے ہین کہ جاہلون کے لئے بدعات کے کامون
مین غرور ہوگا اور خاطی کی غلط اعتقاد کے لئے جلد
ذہن نشین ہونیوالا ہی لہذا ہمنے اس قول کے بعض
اظہار کو اور اون اقوال کے لئے جو علماء کے نزدیک
ساقط ہین اور اس کلام کے رد کو بقدر طاقت زیادہ
لائق ومناسب سمجھا ہم مخلوق کا اس مین فائدہ اور انجام
کی خوبی ان شاء اللہ ہمین دیکھتے ہین اور اوس قائل نے
جسکے کلام مین ہمنے بعض حکایت اوسکے قول سے اور اوسکی بری دید سے خبر دینا
اوسنے گمان کیا ہی کہ جس حدیث کی اسناد مین فلان عن فلان ہو اور اس
بات کا علم ہو کہ یہ دونون ایک زمانہ مین تھے تو جائز ہی کہ اوس
حدیث کے راوی نے اوسکو دیکھا ہو اور روایت کی ہو جسکے
سماع کا ہمکو علم نہین ہی اور نہ کسی روایت مین ہمکو ہم

غیر انه لا نعلم له منه سماعا ولم نجد فی
شئ من الروایات انهما التقیا قط او تشافها
بحدیث ان الحجة لا تقوم عنده بکل خبر جاء
هذا المجئ حتی یکون عنده العلم بانهما
قد اجتمعا من دهرهما مرة فصاعدا او تشافها
بالحدیث بینهما او یرد خبر فیه بیان اجتماعهما
وتلاقیهما مرة من دهرهما فما فوقها فان لم تکن
عنده علم ذلک ولم تأت روایة صحیحة
اے اسماع واللقاء ۱۲ ع ر
تخبر ان هذا الراوی عن صاحبه قد لقیه مرة
وسمع منه شیئا لم یکن فی نقله الخبر
عمن روی عنه علم ذلک والامر کما
وصفنا حجة وکان الخبر عنده موقوفا
حتی یرد علیه سماعه منه لشئ من
الحدیث قل او کثر فی روایة مثل ما ورد
وهذا القول یرحمک الله فی الطعن فی
الاسانید قول مخترع مستحدث
غیر مسبوق صاحبه الیه ولا مساعد له
من اهل العلم علیه وذلک ان القول
الشائع المتفق علیه بین اهل العلم
بالاخبار والروایات قدیما وحدیثا ان کل
رجل ثقة وروی عن مثله حدیثا

پاتے ہین کہ دونون کبھی ملے اور روایت کی
بات یہ ہو کہ اس قائل کے نزدیک ایسی روایتون سے
حجت نہ قائم ہوگی جب تک کہ اس بات کا علم
اوسکو نہ ہو کہ مدت تک ایکبار یا چند بار ایک جگہ رہے
یا باہم خود ہا مین حدیث کی روایت کی یا کوئی خبر اونکے جمع ہونے
اور ملاقات کرنے کا زمانہ تک ایک مرتبہ یا چند مرتبہ
مروی ہو۔ پس اگر اوسکے پاس اسکا علم نہ ہو اور
نہ کوئی حدیث صحیح جو مشعر ان دونون کے ایک مرتبہ
کی بھی ملاقات وسماع کا مروی ہو تو ایسی
خبر کی نقل مین جس سے وہ راوی روایت کرتا ہے
اوسکا علم نہ ہوگا اور حکم اوسکا حسب میرے
بیان کے یہ ہو کہ وہ حجت ہو اور وہ خبر حدیث انکے
نزدیک موقوف ہوگا یہانتک کہ اوسکا سماع
حدیث کی روایت مین چاہے وہ تھوڑا ہو
یا بہت جیساکہ وارد ہوا ورد کیا جاویگا پس تو
اللہ تجھ پر رحم کرے اسانید کے طعن مین قول
مخترع و نیا ہے جسکے طرف کوئی اہل علم انکے پیشتر
نہین گئے اور نہ کسی نے اسکی موافقت کی اور
اسبابین قول شائع ومتفق علیہ قدیما وحدیثا
اخبار و روایات مین اہل علم کا یہ ہے کہ جو راوی
ثقہ ہو اور جائز وممکن ہو اون دونون کی ملاقات

وجائز ممكن له لقاءه والسماع منه
لكونهما جميعا كانا في عصر واحد
وان لم يات في خبر قط انهما اجتمعا
ولا تشافها بكلام فالرواية ثابتة
والحجة بها لازمة الا ان يكون هناك
دلالة بينة ان هذا الراوي لم يلق
من روى عنه او لم يسمع منه شيئا
فاما والامر مبهم على الامكان الذي
فسرنا فالرواية على السماع ابدا حتى
تكون الدلالة التي بينا فيقال لمخترع
هذا القول الذي وصفنا مقالته
او للذاب عنه قد اعطيت في جملة
قولك ان خبر الواحد الثقة عن الواحد
الثقة حجة يلزم به العمل ثم ادخلت
فيه الشرط بعد فقلت حتى يعلم
انهما قد كانا التقيا مرة فصاعدا
او سمع منه شيئا فهل تجد هذا
الشرط الذي اشترطته عن احد يلزم
قوله والا فهلم دليلا على ما زعمت فان
ادعى قول احد من علماء السلف بما زعم
من ادخال الشريطة في تثبيت الخبر

اور آپس میں سماع حدیث کرنا اس وجہ سے
کہ دونوں ایک زمانہ میں ہیں گو بالتصریح کسی خبر
سے انکا جمع ہونا اور روایت کرنا مروی نہ ہو اور
وہ اپنے مثل سے عن کے ساتھ حدیث کو روایت
کرے تو وہ روایت ثابت ہوا اور اسکے ساتھ حجت
لازم ہے مگر ہاں اوس جگہ اگر دلالت صریح ہو کہ یہ
راوی جس سے روایت کرتا ہو اوس سے ملاقات
نہ ہوئی ہے اور اوس سے کچھ بھی نہیں سنا ہو تو یہ
امر مبہم ہوا اور ممکن ہو جیسا کہ ہمنے تفسیر کی پس ایسی
روایت ہمیشہ سماع پر محمول ہوگی یہانتک کہ کوئی
دلالت صریح اسکے خلاف ثابت ہو جسکو ہمنے بیان کیا پس
اس قول کو مخترع کو کہا جائیگا اونکے روکیلئے جنکے کلام کو ہمنے
بیان کیا کہ تو نے جملہ اپنے قول کے یہ کہا کہ خبر واحد ثقہ سے عن
کے ساتھ حجت ہو اور اسپر عمل واجب ہے پھر تو نے اس میں
ایک شرط کو اور بڑھایا اور کہا کہ جب وہ دونوں کی مدت تک
یا اس زمانہ کی ملاقات یا سماع معلوم ہو پس کیا تو ثبوت
دے سکتا ہے یا نہیں تو کوئی دلیل اس گمان پر لا پس اگر وہ دعوی
کرے کسی علمائے سلف کے قول کا اس شرط کے بڑھانے پر
اور اس خبر کے ثابت کرنے پر تو طلب کیا جاویگا اوسے
اور بات یہ ہے کہ نہ وہ اور نہ اونکے غیر اس ایجاد پر کوئی دلیل
لا سکتے ہیں اور اگر وہ اپنے گمان کے موافق دلیل کا دعوی کرے

طولبته ولن يجد هو ولا غيره الى ايجاد
سبيلا وان هو ادعى فيما زعم دليلا
يحتج به قيل وما ذاك الدليل فان قال
قلته لانى وجدت رواة الاخبار قديما
وحديثا يروى احدهم عن الآخر الحديث
ولما يعاينه ولا سمع منه شيئا قط فلما
رايتهم استجازوا رواية الحديث فيما
بينهم هكذا على الارسال من غير سماع
والمرسل من الروايات في اصل قولنا و
قول اهل العلم بالاخبار ليس بحجة
احتجت لما وصفت من العلة الى البحث
عن سماع الراوي كل خبر عن راويه فاذا
انا هجمت على سماعه منه لادنى شيء
ثبت عندي بذلك جميع ما يروي عنه بعد
فان عزب عني معرفة ذلك اوقفت الخبر
ولم يكن عندي موضع حجة لامكان الارسال
فيه فيقال له فان كانت العلة في تضعيفك
الخبر وتركك الاحتجاج به امكان
الارسال فيه لزمك ان لا تثبت اسنادا
معنعنا حتى ترى فيه السماع من اوله
الى آخره وذلك ان الحديث الوارد

تو اونپر حجت کیجاویگی اور کہا جاویگا کہ وہ کون دلیل ہی اگر
وہ کہے کہ مینے اسکو اسوجہ سے بڑھایا ہی کہ اخبار کے راویونکو
قدیماً و حدیثاً مینے پایا کہ حدیث کی روایت ایک دوسرے سے کرتا ہی باوجودیکہ اوسکو
نہ دیکھا ہی نہ اوس سے کبھی سنا ہی تو جب مینے اونکو دیکھا کہ
اونکی روایتونکو ایک دوسرے سے بیان کرتے ہین پس
یہی طور ہے ارسال پر بغیر سماع کے اور روایات مرسل
میرے اور اہل علم کے اصل قول مین حجت نہین تو مینے
حجت پکڑی بوجہ اوس علت کی بیان کے جسکو مینے
بیان کی بحث سماع راوی مین کل روایت کو اوسکے
عن کے ساتھ پس جب ہم واقف ہوے اوسکے سماع سے
ادنی مناسبت کے ساتھ تو میرے نزدیک وہ کل حدیثین
جنکو وہ بعد مین روایت کرتا ہی ثابت ہین پس
اگر اوسکی واقفیت نا معلوم ہو تو ہم توقف
کرتے ہین اور وہ میرے نزدیک حجت نہین سے ہے
بوجہ اوس کے امکان ارسال کے پس اونکو
کہا جاویگا کہ اگر اونکی تضعیف خبر و اوس سے
حجت نہ پکڑنا بوجہ امکان ارسال کے ہی تو لازم
آئیگا اس سے کہ اسناد معنعن بھی نہ ثابت ہو
جب تک تو اول سے آخر تک سماع کو نہ دیکھ لے
اور یہ اسواسطے ہی کہ ہلکو تو حدیث ملی ہی ہشام
بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

عليناً باسناد هشام بن عروة عن ابيه
عن عائشة رضي الله تعالى عنها فبيقين
نعلم ان هشاماً قد سمع من ابيه وان
اباه قد سمع من عائشة كما نعلم ان عائشة
قد سمعت من النبي صلى الله عليه وآله وسلم
قد يجوز اذا لم يقل هشام في رواية يرويها
عن ابيه سمعت او اخبرني ان يكون بينه
وبين ابيه في تلك الرواية انسان آخر
اخبره بها عن ابيه ولم يسمعها هو من ابيه
لما احب ان يرويها مرسلاً ولا يسندها
الى من سمعها منه فكما يمكن ذلك
في هشام عن ابيه فهو ايضاً ممكن في
ابيه عن عائشة وكذلك كل اسناد
لحديث ليس فيه ذكر سماع بعضهم
من بعض وان كان قد عرف في الجملة
ان كل واحد منهم قد سمع من صاحبه
سماعاً كثيراً فجائز لكل واحد
ان ينزل في بعض الرواية فيسمع من
غيره منه بعض احاديثه ثم يرسله
احياناً ولا يسمي من سمع منه وينشط
احياناً فيسمي الذي حمل عنه الحديث

کے اسناد سے اور یقیناً ہمکو معلوم ہے کہ ہشام
نے اپنے باپ سے سنا اور اونکے باپنے بی بی عائشہ
سے جیسا کہ ہمکو معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے پ
جائز ہے کہ جب ہشام نے اپنے باپ کی
روایت میں سمعت او اخبرنی ابی نہین
کہا تو اوسکے اور اوسکے باپ کے درمیان مین
کوئی دوسرا آدمی ہو جسنے اوسکو خبر دیا اوسکے
باپ سے اور ہشام نے اپنے باپ سے نہ سنا
جبکہ اوسکو محبوب معلوم ہوا کہ اسناد نہ بیان کرے
اور مرسل روایت کرے ایسا ہی اوسکے
باپ اور بی بی عائشہ رضؓ مین ممکن ہی اور ایسا ہی
ہر اسناد حدیث میں جسمین سماع کا ذکر
اوسکے شاگرد کا نہین ہی اگرچہ فی الجملہ
معلوم ہے کہ امنین سے ہر ایک کو اپنے
صاحب سے سماع کثیر حاصل ہے پس ہر ایک سے
جائز ہے کہ بعض روایت میں نیچے اوترے
پھر سنے اوسکے غیر سے بعض احادیث کو
پھر کبھی اوسکو چھوڑ دے اور ارسال کرے۔
اور جس سے سنا ہے اوسکا نام نہ لے اور کبھی
ہلکا کر دے اور جس سے حدیث سنا ہی اوسکا

وبترك الارسال وبما قلنا من هذا
موجود في الحديث مستفيض من
فعل ثقات المحدثين وائمة اهل العلم
وسنذكر من رواياتهم على الجهة
التي ذكرناها مما يستدل بها على
اكثر منها ان شاء الله تعالى
فمن ذلك ان ايوب السختياني
وابن المبارك ووكيعا وابن نمير وجماعة
غيرهم رووا عن هشام بن عروة
عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها
اطيب رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم لحله ولحرمه باطيب ما اجد
فروى هذه الرواية بعينها الليث
بن سعد وداؤد العطار وحميد بن
الاسود ووهيب بن خالد وابو اسامة
عن هشام اخبرني عثمان بن عروة
عن عروة عن عائشة عن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم وروى هشام عن
ابيه عن عائشة قالت كان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم اذا اعتكف
يدني الي راسه فارجله وانا حائض

نام لے اور ارسال ترک کرے اور یہ جو ہم نے کہا
حدیث مین موجود ہے اور ثقات محدثین اور
اہل علم کے فعل سے مستفیض ہے اور ان شاء اللہ
ہم اون روایات کو جس جہت سے کہ ہم نے
ذکر کیا ہے بطور استدلال کے ان مسائل پر
بلکہ اونکے اکثر مسائل پر ذکر کرتے ہین ۔
اون مین سے ایک یہ ہے کہ ایوب سختیانی و
ابن مبارک و وکیع و ابن نمیر اور انکے سوا
ایک جماعت نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام و غیر احرام مین
خوشبو لگایا کرتی تھی جو خوشبو کہ مین پاتی پس
اس روایت کو بعینہ لیث بن سعد و داؤد العطار
و حمید بن اسود و وہیب بن خالد و ابو اسامہ
نے ہشام سے روایت کی ہے ہشام نے کہا کہ ہمکو
عثمان بن عروہ نے خبر دی اونھون نے عروہ سے
اونھون نے بی بی عائشہ سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے روایت کیا اور ہشام نے اپنے باپ سے روایت کیا
اونھون نے بی بی عائشہ سے بولین عائشہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف کرتے تھے تو میری طرف

فرواها عينا مالك بن انس عن الزهري عن عروة عن عمرة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم وروى الزهري وصالح بن ابي حسان عن ابي سلمة عن عائشة كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقبل وهو صائم فقال يحيى بن ابي كثير في هذا الخبر في القبلة اخبرني ابو سلمة ان عمر بن عبد العزيز اخبره ان عروة اخبره ان عائشة اخبرته ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يقبلها وهو صائم و روى ابن عيينة وغيره عن عمرو بن دينار عن جابر قال اطعمنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لحوم الخيل و نهانا عن لحوم الحمر الاهلية و رواه حماد بن زيد عن عمرو عن محمد بن علي عن جابر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وهذا النحو في الروايات كثير يكثر تعداده وفيما ذكرنا كفاية لذوي الفهم فاذا كانت العلة عند من وصفنا قوله

جھکا دیتے پس مین کنگھی کردیتی اوس حال مین کہ مین حیض سے ہوتی پس ایسی روایت کو بعینہا مالک بن انس نے زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عمرہ سے انھون نے بی بی عائشہ سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور زہری اور صالح بن ابی حسان نے ابو سلمہ سے اونھون نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت مین بوسہ لیتے تھے پھر یحیی بن ابی کثیر نے اس حدیث مین بوسہ کے یون کہا کہ ہمکو ابو سلمہ نے خبر دی کہ عمر بن عبد العزیز نے اونکو خبر دی اونکو عروہ نے خبر دی اونکو بی بی عائشہ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم روزہ کی حالت مین اونکا بوسہ لیتے تھے اور ابن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے انھون نے جابر سے روایت کی ہے کہ ہملوگون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھلایا اور پالو گھر کے گدہے کے گوشت سے منع فرمایا اور اسکو حماد بن زید نے عمرو سے اونھون نے محمد بن علی سے اونھون نے جابر سے روایت کی ہے اور اس قسم کے اختلاف بکثرت تعداد سے مروی ہین مگر جسقدر ہم نے ذکر کیا سمجھدار کے لئے کافی ہے پس اگر اوس شخص کے نزدیک جسکو کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے حدیث کے

قيل في فساد الحديث وتوهينه إذا لم يعلم
إن الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا إمكان
الإرسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في قياد
قوله برواية من يعلم أنه قد سمع ممن روى
عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع
لما بينا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا
الأخبار أنه كانت لهم تارات يرسلون فيها
الحديث إرسالا ولا يذكرون من سمعوا
منه وتارات ينشطون فيها فيسندون الخبر
على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول إن كثرت
الوسائط فيه إن نزلوا وبالصعود بقلة
الوسائط إن صعدوا كما شرحنا ذلك عنهم
وما علمنا أحدا من أئمة السلف ممن
يستعمل الأخبار ويتفقد صحة الأسانيد
وسقمها مثل أيوب السختياني وابن عون
ومالك بن أنس وشعبة بن الحجاج و
يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن
بن مهدي ومن بعدهم من أهل الحديث
فتشوا من موضع السماع في الأسانيد
كما ادعاه الذي وصفنا قوله من قبل
وإنما كان تفقد من تفقد منهم بسماع

فساد و اوسکے توہین میں یہ بھی علت ہو کہ جب راوی
کی جس سے روایت کرتا ہو سننا معلوم نہیں ہو اوس
ارسال کی وجہ سے تو لازم آویگا اوسکے اس قول کے قید کی
وجہ سے اوس روایت کا بھی ترک احتجاج جسکا سماع
معلوم ہے مگر نفس الامر میں کبھی تو ذکر سماع کا ہے
جیسا کہ ہمنے پیشتر اون ائمہ سے جو احادیث کے ناقل
ہیں بیان کیا ہے کہ وہ کبھی تو حدیث میں ارسال کرتے
ہیں اور جس سے سنا ہے سند بیان کرتے ہیں اور
کبھی اوسکو ہٹا کرتے ہیں اور اوس حدیث کی سطور
سے سنا ہے سند بیان کرتے ہیں اور اوس میں
نزول کو کثرت وسائط سے بتلاتے ہیں اگر اوس
میں اوتار و نزول ہو اور اگر اوس میں چڑھاؤ و صعود
ہے واسطوں کی کمی کی وجہ سے تو چڑھتے ہیں جیسا کہ
ہمنے اون راویوں سے اسکی تفصیل بیان کر دی ہو اور ہم
کسی ائمہ سلف سے جنکو احادیث سے توغل ہے اور اسناد
کی صحت و ضعف کا علم ہے مثل ایوب سختیانی و ابن عون
و مالک بن انس و شعبہ بن حجاج و یحیی بن سعید القطان
و عبد الرحمن بن مہدی کے اور جو انکے بعد اہل حدیث سے
ہیں نہیں جانتے ہیں کہ انھوں نے تمسک پکڑا ہو اسانید میں
ایسے سماع سے جسکا اوس شخص نے دعوی کیا ہے جسکے
قول کو ہمنے پیشتر بیان کیا ہے اور رواۃ احادیث جنھے

رواة الحديث ممن روى عنهم اذا كان
الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث
وشهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته
ويتفقدون ذلك منه كما تنزاح عنهم
علة التدليس فمن ابتغى ذلك من غير
مدلس على الوجه الذي زعم من حكينا
قوله فما سمعنا ذلك عن احد ممن
سمعنا ولم نسم من الائمة فمن ذلك
ان عبد الله بن يزيد الانصاري وقد
راى النبي صلى الله عليه وسلم وقد روى عن
حذيفة وعن ابي مسعود الانصاري
وعن كل واحد منهما حديثا يسنده الى
النبي صلى الله عليه وسلم وليس في روايته
عنهما ذكر السماع منهما ولا حفظنا
في شيء من الروايات ان عبد الله بن يزيد
شافه حذيفة وابا مسعود بحديث قط
ولا وجدنا ذكر رؤيته اياهما في رواية
بعينها ولم نسمع احدا من اهل العلم
ممن مضى ولا ممن ادركنا انه طعن في
هذين الخبرين اللذين رواهما عبد الله
بن يزيد عن حذيفة وابي مسعود

روایت کی ہین اونکے سماع کا تفقد و تلاش او وقت
البتہ محدثین نے کیا ہے جبکہ راوی تدلیس کے ساتھ حدیث مین
مشہور و معروف ہوا ہو تو اوسکی روایت کی سماع سے بحث کرتے
ہین اور اوسکی جستجو کرتے ہین تاکہ تدلیس کی علت اوس سے
دور ہوجاوے پس جو شخص بغیر تدلیس کے اس بحث کو چاہے
سوا تو اوس شخص کے گمان کے جسکا ہمنے ذکر کیا تو اس بات کو
ہمنے اون ائمہ مذکورین سے نہین سنا اور نہ کسی ائمہ سے ایسی
بات ہم جانتے ہین پس اون مدلسین مین عبد اللہ بن
یزید الانصاری ہین اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیکھا ہے اور حذیفہ اور ابی مسعود سے حدیث کو
روایت کیا ہے اسطور سے کہ اوسکی سند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تک پہونچاتے ہین مگر کسی روایت مین ان
دونون سے سماع کا ذکر نہین ہوا اور نہ ہمکو یہ معلوم
کہ عبد اللہ بن یزید نے بالمشافہ حذیفہ و ابو مسعود سے کبھی
کوئی حدیث سنی ہو اور نہ ہمنے اسکو کہین پایا کہ انھون نے
اپنی آنکھون سے اون دونون کو دیکھا ہو اور نہ ہمنے کسی اہل علم
سے ان باتونکو سنا اور نہ ممکن ہو اور ہمکو یہ بات معلوم
ہوئی ہو کہ اوسنے ان دونون روایتون کو جنکو عبد اللہ
بن یزید نے حذیفہ و ابو مسعود سے روایت کیا ہے ضعف
کے ساتھ ان مین طعن کیا ہو مگر ہمنے انکی نسبت اور جو
انکے مشابہ ہین اون اہل علم سے ملکر جنکو صحت و ضعف

بمنعنعن فيهما بل هما وما اشبههما عند من
لاقينا من اهل العلم بالحديث من صحاح
الاسانيد وقويها يرون استعمال ما نقل
بها والاحتجاج بما اتت من سنن وآثار وهي
في زعم من حكينا قوله من قبل واهية مهملة
حتى يصيب سماع الراوي عمن روى
ولو ذهبنا نعدد الاخبار الصحاح عند اهل
العلم ممن يهن بزعم هذا القائل ونحصيها
لعجزنا عن تقصي ذكرها واحصائها كلها
ولكنا احببنا ان ننصب منها عددا يكون
سمة لما سكتنا عنه منها وهذا ابو عثمان
النهدي وابو رافع الصائغ وهما ممن ادرك
الجاهلية وصحبا اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم من البدريين هلم جرا ونقلا
عنهم الاخبار حتى نزلا الى مثل ابي هريرة
وابن عمر وذويهما قد اسند كل واحد منهما
عن ابي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وآله
وسلم حديثا ولم نسمع في رواية
بعينها انهما عاينا ابيا او سمعا منه شيئا
واسند ابو عمرو الشيباني وهو ممن ادرك
الجاهلية وكان في زمن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

اسناد کا علم ہے اور وہ اہل علم سے ہیں معلوم کیا ہے
کہ وہ انکا استعمال اور جو آثار و احادیث انسے مروی
ہیں اونسے حجت لانا جائز سمجھتے ہیں اور اوس شخص کے
گمان میں جسکا ہمنے ذکر کیا وہ روایتیں واہی اور مہمل
ہیں جب تک سماع کی تحقیق نہ ہو اور اگر شمار کیا چاہیں
ہم چلیں اور انکو شمار کریں جو ایسی احادیث اہل علم کے
نزدیک صحیح ہیں اور یہ قائل اوسکی توہین کرتا ہے تو ان
سب کا شمار و احاطہ ہمسے نہ ہو سکے وہ اس کثرت
سے ہیں لیکن چند عدد کو ہم ذکر کر دینا محبوب سمجھتے
ہیں تاکہ علامت ہو ہمارے سکوت عنہ سے اور وہ
ابو عثمان نہدی اور ابو رافع صائغ ہیں ان دونوں
نے جاہلیت کے زمانہ کو پایا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مثل بدری وغیرہم کے صحبت پائی
اور اونسے روایتیں نقل کرتے ہیں یہانتک کہ یہہ
دونوں نیچے آئے اور ابو ہریرہ و ابن عمر اور انکے
مانند نیچے کے طبقات صحابہ سے روایت کی اور انمیں سے
ہر ایک نے ابی بن کعب سے انھوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے مگر ہمنے بعینہ
کسی روایت میں نہیں سنا کہ ان دونوں نے ابی کو
دیکھا ہو یا اونسے کچھ سنا ہو اور عمرو شیبانی نے بھی
زمانہ جاہلیت کو پایا اور یہ ایک شخص ہیں نبی صلعم کے زمانہ میں

رجلا وابو معمر عبد الله بن سنجرة كل واحد منهما عن ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی الله علیه وسلم خبرین واسند عبید بن عمیر عن ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم حدیثا وعبید ولد فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد ادرک زمن النبی صلی الله علیه وآله وسلم عن ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم ثلثة اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه عن انس بن مالک عن النبی صلی الله علیه وسلم حدیثا واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم حدیثا وقد سمع ربعی من علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه وروی عنه واسند نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی الله علیه وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری ثلثة احادیث عن النبی صلی الله علیه وسلم واسند عطاء بن یزید اللیثی عن تمیم الداری عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج عن النبی صلی

اور ابو معمر عبد اللہ سنجری بھی ہین امنین سے ہر ایک نے ابو مسعود انصاری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو حدیث روایت کی ہے اور عبید بن عمیر نے بی بی ام سلمہ ام المومنین سے حدیث روایت کی ہے اور عبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین پیدا ہوا اور قیس بن ابی حازم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پایا اور اونھون نے ابو مسعود انصاری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین حدیثین روایت کین اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے حفظ کیا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے اور اونھون نے انس بن مالک سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کو روایت کی اور ربعی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے سنا ہے اور اونسے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابی شریح خزاعی سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث کو روایت کی ہے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین حدیثیں روایت کین اور عطا ابن یزید اللیثی نے تمیم داری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے اونھون نے

عليه وسلم حديثا واسند حميد بن عبد الرحمن
الحميري عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
احاديث فكل هؤلاء التابعين الذين نصبنا
روايتهم عن الصحابة الذين سميناهم لم يحفظ
عنهم سماع علمناه منهم في رواية بعينها ولا
انهم لقوهم في نفس خبر بعينه وهي اسانيد
عند ذوي المعرفة بالاخبار والرواية من صحاح
الاسانيد لا نعلمهم وهنوا منها شيئا قط
ولا التمسوا فيها سماع بعضهم من بعض
اذ السماع لكل واحد منهم ممكن من صاحبه
غير مستنكر لكونهم جميعا كانوا في العصر
الذي اتفقوا فيه وكان هذا القول الذي
احدثه القائل الذي حكيناه في توهين
الحديث بالعلة التي وصف اقل من ان
يعرج عليه ويثار ذكره اذ كان قولا محدثا
وكلاما خلفا لم يقله احد من اهل
العلم سلف ويستنكره من بعدهم خلف
فلا حاجة بنا في رده باكثر مما شرحنا
اذ كان قدر المقالة وقائلها القدر الذي
وصفناه والله المستعان على دفع ما خالف
مذهب العلماء وعليه التكلان

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے اور
حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ابو ہریرہ سے اونھوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حدیثونکو روایت کی ہے پس یہ سب وہ تابعین ہین
جنکے نامونکو ہمنے ذکر کیا صحابون سے روایت کرتے ہین مگر
انکا سماع محفوظ نہین ہے اور نہ ہمکو بعینہ کسی روایت سے انکی
سماع کا علم ہوا اور نہ نفس الامر مین یہ سب اونسے ملے
مگر یہ سب روایتین جن لوگون کا وثوق و اعتبار و علم اخبار و
روایتون مین ہے اونکے نزدیک صحیح اسناد سے ہین اور نہ
اون اس باب مین ہم کچھ سستی خیال کرتے ہین اور نہ اون
لوگون نے انکی ایک دوسرے سے سماع کی تجسس کی کیونکہ
نہین ہر ایک کا اپنے صاحب غیر ناپسندیدہ سے سماع ممکن ہے
کیونکہ بالاتفاق یہ سب ایک ہی زمانہ مین تھے جس مین روایت کا
اتفاق ہوا اور اس قائل کا قول جسکو ہمنے دربارہ توہین حدیث
اوس علت کے ساتھ جو اوس نے بیان کیا ہے ذکر کر دیا ہے بہت ہی
کم درجہ ہے اور قابل و ذکر کرنے کے لائق تھا کیونکہ یہ قول محدث
و ایجاد کیا ہوا ہے جسکو کسی اہل علم سلف نے نہین کہا اور پچھلون نے
خلف کے ساتھ ذکر کیا ہے پس اب ہمکو اس سے زیادہ رد کرنے کی
حاجت نہین ہے کیونکہ اس کلام کی یہ قدر ہے جو مذکور ہوا
وغیرہ اوس قائل کے کلام کی بھی قدر اونکے کلام سے معلوم ہو گی
جسکو ہمنے بیان کیا اور اللہ مدد کرنیوالا ہے اوس شخص کے
دفع کرنے پر جو علما کی مخالفت کرے اور اوسی پر بھروسا و توکل ہے تمام ہوا

وكذا هو متصل على مذهب امير المؤمنين
في الحديث ابي عبد الله محمد بن اسمعيل
البخاري وسائر النقاد معه لثبوت اللقاء
عنده كغيره وهو الشرط في الاتصال عنده
وانما هو في جامعه لا في اصل الصحة قال
السيوطي رحمه الله في شرح التقريب ومنهم
من يشترط اللقاء وحده وهو قول البخاري
وابن المديني الا انه لا يشترط ذلك في اصل
الصحة بل التزمه في جامعه وابن المديني
يشترطه فيها انتهى فما قيل ان كل حديث
روى الحسن البصري عن علي رضي الله تعالى
عنه ليس بمتصل عند البخاري ومسلم والترمذي
وابي داود وغيرهم وان كان التزاما يساعد الصحة
والرواية لكن في المطالب النقلية يعتبر
الوقوع لا الامكان وما يثبته جماعة من
الاتصال بالامكان لا يعتد به عند محققي
اهل هذا الشان وان الاكتفاء بالمعاصرة
المحضة في الاتصال امر تاباه سلامة
الذهن فمبني على عدم اصابته من عند البخاري
ومسلم والترمذي وابي داود والنسائي و
الامام احمد وابي نعيم والحاكم والضياء

اور ایسا ہی امام حسن بصری کی روایت حسب مذہب امیر المؤمنین
فی الحدیث امام ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری اور تمام نقاد
حدیث کے متصل ہے اور جیسا کہ انکے غیر کے نزدیک انکی
ملاقات ثابت ہوا اور وہی ملاقات انکے نزدیک صرف اتصال
مین شرط ہے اصل صحت مین نہین فقط انکی جامع مین ہے
سیوطی نے شرح تقریب نووی مین لکھا ہے کہ بعضے محدثین
صرف لقا کو اتصال کے لئے مشروط کرتے ہین اور یہہ بخاری
اور ابن مدینی کا مسلک ہے اور بخاری اصل صحت مین
اسکو شرط نہین کرتے بلکہ اسکا التزام انھوں نے اپنی صحیح
کیا ہے اور ابن مدینی صحت مین بھی اسکو مشروط کرتے ہین انتہی
پس جو یہ کہا گیا ہے کہ حسن بصری کی ساری روایتین حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداود وغیرہم
کے نزدیک متصل نہین ہین گو التزاما صحت اور روایت کی
کوشش کیجائے لیکن نقلی امور مین وقوع معتبر ہے امکان نہین
اور ایک جماعت جو اسکو امکان کے ساتھ ثابت کرتی ہے وہ
اس فن کے محققین کے نزدیک معتبر نہین ہے اور دربارہ اتصال
کے اکتفا مجرد ہم زمانگی پر ایک ایسا امر ہے جسکو سلیم الذہن
انکار کرتا ہے پس مین کہتا ہون کہ عدم ثبوت بخاری
مسلم ترمذی ابوداود و نسائی امام احمد ابو نعیم
حاکم ضیا و مقدسی ابن حجر سیوطی وغیرہم کے نزدیک
کہان ہے جیسا کہ اس رسالہ مین گذرا اور اب

وابن حجر والسیوطی وغیرہم کما مضی وفیما سیأتی

فان قیل قال الامام مسلم فی مقدمۃ صحیحہ

حدثنی حسن بن علی الحلوانی حدثنا یزید بن

ہارون اخبرنا ہمام قال دخل ابو داؤد الاعمی

علی قتادۃ فلما قام قالوا ان ہذا یزعم

انہ لقی ثمانیۃ عشر بدریا فقال قتادۃ ان ہذا

کان سائلا قبل الجارف لا یعرض بشئ من ہذا

ولا تکلم فیہ فواللہ ما حدثنا الحسن عن بدری

مشافہۃ ولا حدثنا سعید بن المسیب عن

بدری مشافہۃ الا عن سعد بن مالک انتہی

ویعلم منہ ان الحسن البصری رضی اللہ عنہ

لم یسمع من علی بن ابی طالب البدری

کرم اللہ وجہہ لان لقتادۃ معہ صحبۃ و

ملازمۃ لا ریب فیہا ولو کان لہ سماع من

بدری لحدثہ بہ ویعلم من ہذا انہ لم یلق

علیا رضی اللہ عنہ ایضا لانہ لو کان لقیہ

لربما سمع منہ فالحدیث الذی رواہ عنہ

کرم اللہ وجہہ او عن بدری اخر مرسل لا متصل

قلت لا یلزم من عدم تحدیث الحسن عن بدری

لقتادۃ عدم سماعہ من بدری اصلا وان کان

فحوی کلام قتادۃ قریبا منہ وانما یلزم لو قال

تصریح آتا ہے پس اگر یہہ کہا جاوے کہ امام مسلم نے

مقدمہ میں صحیح مسلم کے کہا ہے کہ ہمسے حسن بن علی حلوانی نے

حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے یزید بن ہارون نے

بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو ہمام نے خبر دیا کہ ابوداؤد اعمی

قتادہ کے پاس آئے پس جب وہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے قتادہ سے

کہا کہ یہہ گمان کرتا ہے کہ وہ اٹھارہ بدری صحابی سے ملا ہے تو

قتادہ نے کہا کہ یہہ تو پہلے سائل (گدا) تھا قبل طاعون جارف کے

(جو ماہ شوال سنہ ۶۹ خلافت میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی

تین روز تک رہا ہر روز ستر ہزار آدمی مرتے تھے) اس سے کچھہ تعرض

نہ کیا جاوے اور نہ اوسمیں کچھہ کلام کیا جاوے سو اللہ کی قسم

حسن نے بدریوں سے مشافہۃً نہیں روایت کی اور نہ سعید بن مسیب نے

مگر ہاں صرف ایک سعد بن مالک سے روایت کی ہے انتہی

پس اس کلام سے ظاہر ہے کہ قتادہ کو باوجود یقینی صحبت و

ملازمت حسن کے حسن بصری کا علی بن ابیطالب سے سماع کی

انکار ہے اگر اونکو بدری سے سماع ہوتی تو قتادہ اسکو بھی

روایت کرتے و نیز اس قول سے قتادہ کے معلوم ہوا کہ

حضرت علی سے ملاقات بھی نہیں ہوئی اگر ہوئی ہوتی تو

البتہ اسکو بھی حسن سے روایت کرتے اور دوسرے بدریوں

کی روایت کو اونسے نقل کرتے لہذا وہ روایات

حسن کی متصل نہیں ہیں مرسل ہیں میں کہتا ہوں کہ

حسن کے قتادہ سے بدریوں کی روایات کیے بیان کرنے سے

الجارف ... رضی اللہ عنہ فی شوال سنہ تسع وستین وکان فی ثلثۃ ایام یموت فی کل یوم سبعون الفا کذا فی النووی شرح مسلم ... غفر اللہ لہ

قال الحسن ما حدثنا بدري ونحوه او قال كل
ما سمعه الحسن من الصحابة فحدثني به و
ليس في شيء منه سماع من بدري ونحو ذلك
ولم ينقله كله بل قال ما حدثنا الحسن
وهذا الذي ذكره البيهقي لا يحتاج الى نظر
وقد مضى ان يونس بن عبيد وقد قال
فيه امام المعرفة ابو زرعة يونس بن عبيد احب
الي في الحسن من قتادة لان يونس من اصحاب
الحسن وقتادة ليس من اقران يونس روى
عن الحسن انه قال كل شيء سمعتني
اقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فهو عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه
غير اني في زمان لا استطيع ان اذكر عليا
وفيه دلالة ظاهرة على سماعه منه واكثاره
عنه وسيما ما فيه السماع الصريح من الحجة
الصحيح عن عقبة الباهلي قال سمعت
الحسن يقول سمعت عليا يقول الحديث)
وقد روى الحسن عن الزبير بن العوام
ابن عمة النبي صلى الله عليه وآله وسلم و
لا خلاف انه بدري قال الحافظ جمال الدين
المزي في تهذيب الكمال الزبير بن العوام الى

اونکا سرے سے نہ سننا بدریون سے نہیں ثابت ہوتا ہے۔
(کیا ایک شخص سے دنیا بھر کی بات کو اسناد کہہ دیتا ہو مگر قتادہ
کے مفہوم کلام سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے (یہ اونکی اور جہہ
اونکی کلام سے ایسا سمجھین خوش فہمی ہے) ہان اگر قتادہ
یون کہتے کہ ہمنے بدریون سے روایت نہیں کی یا قبل اسکے
اور کچھ کہتے یا قتادہ یہ کہتے کہ حسن نے جو کل صحابہ سے روایت کی
ہے اوس مین اونسے بدریون سے سماع نہیں ہے یا اسکے مانند
کوئی اور الفاظ کہتے تو صحیح ہوتا قتادہ نے تو کل کا لفظ کہا ہی
نہیں بلکہ یہ کہا کہ ہم سے حسن نے بدریون سے مشافہۃً
نہیں روایت کی اور یہ ایک صاف امر ہے جس مین غور و فکر کو
دخل نہیں ہے اور یہ بات گذر چکی ہے کہ یونس بن عبید نے
جنکے حق مین امام المعرفۃ ابو زرعہ نے یون کہا ہے کہ حسن کے
شاگردوں مین ابو قتادہ سے یونس میری نزدیک زیادہ
محبوب ہے کیونکہ یونس اصحاب حسن سے ہے اور قتادہ یونس کے
اقران سے نہیں ہے انھون نے حسن سے روایت کی ہے کہ اونھون
نے کہا کہ جس چیز مین مجھ سے تو یون سنے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا وہ روایت علی بن ابیطالب سے رضی
اللہ تعالی عنہ سے ہے مگر چونکہ ہم ایسے زمانہ مین ہین کہ علی کا نام
لے نہیں سکتے اسوجہہ سے اونکو ترک کرکے ایسا کہتے ہین۔
اسمین صاف طور سے دلیل ہے اونکے سماع کی اور اون سے
زیادہ روایت کرنے کی اور اس سے زیادہ مصرح صحیح طور سے

قوله شهد بدرًا والمشاهد كلها
مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
وروى عنه الاحنف بن قيس والحسن
البصرى انتهى ومما يقطع به فى هذا صحة
رواية سعيد عن البدريين غير سعد
مشافهة قال امام المحدثين شيخ مسلم
محمد بن اسمعيل البخارى فى تاريخه الصغير
حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا
حماد عن غيلان بن جرير عن ابن المسيب
قال انا اصلحت بين على وعثمان وقال
الحافظ المزى فى التهذيب فى ترجمة سعيد بن
المسيب قال البخارى قال لنا سليمان بن
حرب ثنا سلام بن المسكين عن عمران
بن عبد الله الخزاعى عن ابن المسيب قال
انا اصلحت بين على وعثمان قلت لعلى
(وفی التہذیب بین عثمان وعلی ١٢ منہ)
انه امير المؤمنين وقلت لعثمان انه
على ولو شئت ان اقول قولاً لفعلت وقال
البخارى فى صحيحه الذى هو اصح الكتب
بعد كتاب الله حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا
حجاج بن محمد الاعور عن شعبة عن عمرو
بن مرة عن سعيد بن المسيب قال خلف

عتبہ باہلی سے سماع حسن کا علی سے عنقریب آتا ہے
عقبہ نے کہا کہ مین نے حسن سے سنا کہتے تھے کہ سنا
مین نے علی سے آخر حدیث تک اور آنکے علاوہ
بیشک حسن نے زبیر بن العوام پھوپھی زاد بھائی نبی صلعم
سے بھی روایت کیا ہی اور اسمین خلاف ہی نہین کہ وہ
بدری ہین حافظ جمال الدین مزی تہذیب الکمال مین لکھتے
ہین زبیر ابن العوام . . . . یہ جنگ بدر مین حاضر ہوئے اور کل
(تحت ترجمہ زبیر کے ١٢ منہ)
جگہون مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے
اونسے احنف بن قیس اور حسن بصری نے روایت کیا ہی الخ
اور قطعی ثبوت اسباب مین سعید بن مسیب کی روایت کی
صحت ہی نہ سعد کی مشافہۃ کہا امام المحدثین مسلم کے استاد
محمد بن اسمعیل بخاری نے تاریخ صغیر مین ہمسے بیان کیا
حماد نے اونھون نے غیلان بن جریر سے اونھون نے ابن مسیب سے
کہا مین نے علی وعثمان کو درمیان صلح کرادی اور حافظ
مزی نے سعید بن مسیب کے حال مین تہذیب الکمال مین
لکھا ہی کہ بخاری نے کہا ہمکو سلیمان بن حرب نے کہا اونسے
سلام بن مسکین نے بیان کی اونھون نے عمران بن عبد اللہ
خزاعی سے اونھون نے ابن مسیب سے کہا مین نے علی وعثمان
کے درمیان صلح کرادی مین نے علی کو کہا کہ وہ امیر المومنین
ہین اور عثمان کو کہا کہ وہ علی ہین اور اگر آپ کوئی بات
کہنا چاہین تو مین اوسکے کرنے کو تیار ہون — اور

تہذیب الکمال

تاریخ صغیر بخاری

تہذیب الکمال

علی وعثمان بعسفان فی المتعة فقال علی
ماتريد ان تنهى عن امر فعله رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال فلما رأى
ذلك علي اهل بهما جميعا ورواه مسلم فی
الصحيح قال حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن
بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا
شعبة عن عمرو بن مرة عن سعيد بن
المسيب قال اجتمع علی وعثمان بعسفان
وكان عثمان ينهى عن المتعة والعمرة فقال
علی ما تريد الى امر فعله رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم تنهى عنه فقال عثمان دعنا عنك
فقال انى لا استطيع ان ادعك فلما ان
رأى علی ذلك اهل بهما جميعا وقد ذكر الامام
الحافظ ابو بكر الحازمی فی شروط الائمة
ما حاصله ان شرط البخاری ان يخرج ما
اتصل اسناده مع كون رواته ثقات
متقنين ملازمين لمن اخذ واعنه ملازمة
طويلة فی السفر والحضر وانه قد يخرج احيانا
عن اعيان الطبقة التی تلی هذه فی الاتقان
والملازمة لمن رووا عنه فلم يلزموه الا ملازمة
يسيرة وان شرط مسلم ان يخرج حديث

بخاری نے اپنی صحیح مین جو قرآن مجید کے بعد اصح کتب ہے
کہا ہے کہ ہمسے قتیبہ بن سعید نے بیان کی اونہون نے کہا کہ
مجھ سے حجاج بن محمد اعور نے اونہون نے شعبہ سے اونہون نے
عمرو بن مرہ سے اونہون نے سعید بن مسیب سے بیان کی کہا
سعید نے کہ دربارہ متعہ فی الحج کے عسفان مین علی وعثمان
سے اختلاف ہوا علی نے کہا کہ کیون مجھے آپ باز رکھنا چاہتے ہین
اوس فعل سے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے
سعید نے کہا کہ چونکہ علی اسکو جائز سمجھتے تھے اسوجہہ سے دونو نکا
احرام ساتھ ہی باندھا اور اسکو مسلم نے بھی صحیح مین روایت
کی ہے کہا کہ ہمسے محمد بن مثنے اور محمد بن بشار نے بیان کی دونون
نے کہا کہ ہمسے محمد بن جعفر نے بیان کی اونہون نے شعبہ سے
بیان کی اونہون نے عمرو بن مرہ سے اونہون نے سعید بن مسیب سے
کہا کہ علی وعثمان عسفان مین جمع ہوئے اور عثمان متعہ اور عمرہ
کی نیت ایک ساتھ کرنے سے منع کرتے تھے سو عثمان کو علی نے کہا
کہ کیا آپ ایسے فعل کا جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیا کرتے تھے باز رکھتے ہین عثمان نے کہا کہ ہمکو آپ چھوڑ دیجیے
علی نے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑنا نہین چاہتے پس چونکہ علی اسکو
جائز سمجھتے تھے اسلئے دونون کے ساتھ احرام باندھا اور
امام الحفاظ ابو بکر حازمی نے شروط الائمہ مین کہا ہے جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ بخاری کی شرط یہ ہے کہ اسناد متصل ہو اور اوسکی روات
ایسے ثقہ متقنین سے ہو کہ حدیث کی تعلیم مین ملازمت طویل ہو

هذه الطبقة الثانية وقال الترمذي حدثنا الحسن بن الصباح البزار ثنا سفيان بن عيينة عن علي بن زيد بن جدعان ويحيى بن سعيد سمعا سعيد بن المسيب يقول قال علي ما جمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اباه وامه لاحد الا لسعد بن ابي وقاص الحديث قال هذا حديث حسن صحيح وقال البخاري في تاريخه الصغير حدثنا علي وغيره عن ابي داود عن شعبة عن اياس بن معاوية قال قال لي سعيد بن المسيب ان لا اذكر يوم نعى عمر النعمان بن مقرن على المنبر وذكر هذا الاثر ابو حاتم الرازي ايضا وقال النووي في تهذيب الاسماء ولد سعيد سنتين خلتا من خلافة عمر رضي الله عنه وقيل لاربع سنين رای عمر وسمع منه ومن عثمان وعلي وسعد بن ابي وقاص الى قوله قال ابو طالب قلت لاحمد بن حنبل سعيد بن المسيب فقال وسعيد بن المسيب ثقة من اصحاب الخير فقلت فسعيد عن عمر حجة قال هو عندنا حجة قد رأى وسمع منه اذا لم يقبل سعيد عن عمر فمن يقبل انتهى

سفر و حضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہا ہو اور کبھی ایسے شخص سے بھی وہ روایت کرتے ہیں جو ملازمت و حفظ میں اس طبقہ کے قریب میں اور اونکو تھوڑی ملازمت ہوئی ہے پس خلاصہ یہ ہی کہ بخاری کے نزدیک ملازمت قلیل بھی شرط ہی اور مسلم کی یہ شرط ہی کہ وہ طبقہ ثانیہ والے سے جن سے بخاری کبھی روایت کرتے ہین روایت کیا کرتے ہین اور ترمذی نے کہا کہ ہمسے بیان کی حسن بن صباح بزار نے اونھون نے کہا کہ ہمسے سفیان بن عیینہ نے بیان کی علی بن جدعان اور یحیی بن سعید سے ان دونون نے کہا کہ ہمنے سعید بن مسیب سے سنا کہتے تھے کہ علی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خوشی کے کلمہ مین) سعد بن ابی وقاص کے سوا کسیکے لئے اپنے مان باپ کو جمع نفرمایا (یعنی یون نفرمایا کہ میرے مان باپ تمپر فدا ہون) آخر حدیث تک اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور بخاری نے تاریخ صغیر مین کہا ہے کہ ہم سے علی وغیرہ نے بیان کی ابوداود سے اونھون نے شعبہ سے اونھون نے ایاس بن معاویہ سے اونھون نے کہا کہ سعید بن مسیب نے مجھسے کہا کہ کیا میں نہین ذکر کرتے ہین نعمان بن مقرن کے مرنیکی خبر دینے کو جو عمر نے ممبر پر دیا تھا اور اس اثر کو ابو حاتم رازی نے بھی روایت کی ہی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء مین کہا ہی کہ سعید عمر رضہ کے دو برس خلافت مین پیدا ہوا اور کہا گیا ہی کہ چار مین اور انھون نے عمر کو دیکھا ہی اور اونسے اور عثمان و علی و سعد بن ابی وقاص سے سنا ہی یہانتک کہا نووی نے کہ ابو طالب نے

عہ بلا دلیل علی بن السلطان و ابن الحزیم حیث جزمہما انہ لم یسمع من عمر رضہ ۱۲ اشرح ۲

ذکر الامام الحاکم ابو عبد الله النیسابوری ان سعیدا
ادرک عمر فمن بعده الی العشرة وقال المزی فی ترجمة خالد بن
زید شهد بدرا والعقبة والمشاهد کلها مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم روی عنه اسلم ابو عمران التجیبی وسعید بن المسیب
انتهی فلما لم یلزم عدم السماع بل ثبت من جواهر
حسنة صحیحة فکیف یلزم عدم
اللقاء مع عدم استلزامه ایاه وقد ذکر
شیخ المحدثین والصوفیة الشیخ شهاب الدین
السهروردی فی عوارف المعارف قال الحسن
البصری رضی الله عنه لقد ادرکت سبعین
بدریا کان لباسهم الصوف واما فی
(رواه فی حلیة الاولیاء ۱۲ اثر)
تاریخ البخاری حدثنی عمرو بن علی قال سمعت
عبد الصمد بن عبد الوارث قال سمعت خالد
العبد ضعیف یقول قال الحسن صلیت
خلف ثمانیة وعشرین بدریا کلهم یقنت
بعد الرکوع فقلت من حدثک قال حدثنا
میمون الرقی فلقیت میمونا فسالته فقال
قال الحسن مثله قلت من حدثک قال خالد
العبد فقد ذکر البخاری مع ذلک ما یصرح
(الذی ینظر مما ذکر ۱۲ منه)
بان خالد العبد ممن ترد روایته

تنبیه

(لا یخفی حسن روایته ۱۲)
حاصل کلام قتادة فی الروایتین ان

کہا کہ مین نے احمد بن حنبل سے سعید بن مسیب کا حال پوچھا تو کہا کہ سعید بن
مسیب ثقہ ہین اصحاب سے نہین ہین مین نے کہا سعید روایت عمر سے مقبول
ہونگی انہون نے فرمایا کہ جو لوگون کی روایت حجت ہے انہون نے بیشک عمر کو دیکھا
ہوا اور سنا ہے جبکہ سعید کی روایت عمر سے مقبول ہو تو کسکی روایت مقبول
ہو گی انتہی اور امام حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے ذکر کیا کہ سعید نے عمر کو پایا اور
بعد انکے عشرہ مبشرہ تک اور مزی نے کہا خالد بن زید کے ترجمہ مین کہ یہ بدر اور عقبہ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا اور ان سے
ابو عمران اسلم تجیبی و سعید بن مسیب نے روایت کی ہے
انتہی اور ان اقوال سے جبکہ عدم سماع کا ثبوت نہین ہوتا
بلکہ دوسری وجہون سے انکی روایت حسن صحیح ثابت ہوئی
تو کیونکر عدم لقا لازم آویگا باوجود انکے ایسے ہی شرط لازم
کرنے کی اور شیخ المحدثین و الصوفیہ شیخ شہاب الدین سہروردی
نے عوارف المعارف مین کہا کہ حسن بصری رض نے کہا کہ مین
نے ستر صحابہ بدری کو پایا انکا لباس کمل تھا اور بخاری
تاریخ مین ہے کہ مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کی انہون نے کہا
کہ مین نے عبد الصمد بن عبد الوارث سے سنا کہ شیخ خالد العبد
ضعیف سے سنا کہتے تھے کہ حسن نے کہا کہ اٹھارہ بدریون کے
پیچھے مین نے نماز پڑھی وہ سب رکوع کے بعد دعا قنوت پڑھتے تھے
مین نے پوچھا کہ تم نے اسکو کس سے سنا ہے کہا کہ میمون رقی سے
پس مین میمون سے ملا اور ان سے پوچھا تو کہا کہ ہان حسن ایسا
کہا ہے پھر ان سے پوچھا کہ تجھ سے کسنے بیان کیا کہا کہ خالد العبد نے

ترجمہ عجیبی
عوارف المعارف سہروردی
تاریخ بخاری

ان ابا داؤد الاعمی یلقانه البدریین
وغیرهم سائلا یروی عنهم و یقول حدثنا
فلان البدری حدثنا البراء و حدثنا
زید بن ارقم ولکنه لم یسمع منهم و یدل
علی هذا دلالة بینة قول قتادة لایعرض من
لشیء من هذا ای لا یعتنی بالحدیث و لا یتکلم
فیه والحسن و سعید اکبر من ابی داؤد الاعمی
واکثر اعتناءً بالحدیث ومع هذا ما حدثنا
واحد منهما عن بدری مشافهة غیر سعید
عن سعد فکیف یقول ابو داؤد الاعمی
حدثنا فلان و فلان ای ان لم یقرر معناه هکذا
بل کما قال ان المراد بهذا الکلام
ابطال قول ابی داؤد الاعمی هذا و زعمه
انه لقی ثمانیة عشر بدریا فقال قتادة
الحسن البصری و سعید بن المسیب اکبر
من ابی داؤد الاعمی و اجل و اقدم سنا
واکثر اعتناءً بالحدیث وملازمة اهله الاجتهاد
فی الاخذ عن الصحابة ومع هذا کله ما حدثنا
واحد منهما عن بدری واحد فکیف یزعم
اے غیر سعید ۱۲ ش
ابو داؤد الاعمی انه لقی ثمانیة عشر بدریا
هذا بهتان عظیم فلا یدری ارتباط قول

پس محقق بخاری نے اسکو ذکر کیا باوجود اس بات کی تصریح کے
کہ خالد العبد مخرج ہے اسکو روایت کیا ہے تنبیہ قتادہ کی دونوں
روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو داؤد اعمی گمان کرتا ہے کہ اسنے بدری وغیر بدری سے
ملاقات کی اور حدثنا فلان بدری اور حدثنا براء اور حدثنا
زید ابن ارقم سے روایت کرتا ہے لیکن اوسنے ان سے سنا نہیں
ہے اور اسپر قتادہ کا کلام جو تنبیہا کہا ہے اسپر دلالت کرتا ہے
کہ اس سے تعرض نہ کیا جاتا یعنی اسکی حدیث سے اعتنا
نہ کیا جاوے اور اوس میں کلام نہ کیا جاوے اور حسن بصری اور
سعید بن مسیب نے ابو داؤد اعمی سے (سن) میں بڑے
ہیں اور حدیث اکثر روایت کرتے ہیں باوجود اسکے ان میں
سے کسی نے بدری سے بالمواجہہ سوا سعید کے سعد سے روایت
نہیں کی پس ابو داؤد کیونکر کہتا ہے حدثنا فلان و فلان
اور اگر یہ معنی و مطلب ثابت ہو بلکہ جیسا کہ کہا ہے قائل
نے کہ مراد اس کلام سے ابو داؤد کے قول اور اسکے گمان
لقا کا اٹھارہ بدریوں سے ابطال ہے قول قتادہ میں کہ
حسن بصری اور سعید بن مسیب ابو داؤد سے عمر میں
بڑے ہیں اور بزرگ ہیں اور روایت حدیث اور
ملازمت و صحبت اہل حدیث کا اور کوشش کے صحابہ
سے روایت کرنے میں باوجود ان سب باتوں کے بجز ایک بدری
کے ان دونوں میں کسی نے اور روایت بدری سے مجھے
روایت نہیں کی پس ابو داؤد کیونکر گمان کرتا ہے کہ اٹھارہ

قادة هذا كان سالما لامر الجارف لا يعرض
لشئ من هذا ولا يتكلم فيه بابطال زعم
ابی داؤد الاعمی انه لقی ثمانية عشر بدريا
لان عدم اعتنائه بالحديث وعدم تكلمه فيه
وكونه سالما قبل الجارف لا يستلزم عدم
لقائه بدريا بل من المعروف عادة ان
الفقراء السائلين سالون سائر الانام من
الخواص والعوام بل خواص الناس من البدريين
وامثالهم المبالغون فی امثال امر
النبی صلی الله عليه وآله وسلم لا تردوا السائل
اولی بالسوال اياهم من غيرهم رضی الله عنهم
اذ لا ينصبون الحجاب ولا يغلقون الابواب
ولا يمتنعون من لقاء الفقراء فای مانع من
لقائهم وقال الحافظ ابن حجر فی شرح
البخاری فی قوله ويروی عن الحسن عن
غير واحد مرفوعا افطر الحاجم والمحجوم
قال علی بن المدينی ورواه مطر عن الحسن
عن علی وقال جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد
فی كتاب العروس حدثنا وكيع عن ربيع
عن الحسن عن علی رضی الله تعالى عنه رفعه
من قال كل يوم ثلاث مرات

بدریون سے ملاقات کی سو یہ بہتان عظیم ہے اس بنا پر قتادہ
کے قول کا ارتباط بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ کہ اگر معاملات
جارف کے پیشتر اس وجہ سے عدم اعتنا بالحدیث اور اوس مین
کلام نہین ہے اور اسکا کہ اگر ہونا قبل طاعون جارف کے
بدریون کے عدم لقاء کو مستلزم نہین ہے بلکہ یہ بات مشہور ہے
کہ فقراء سائلین خاص و عام لوگون سے سوال کرتے تھے بلکہ
خواص بدریون اور اونکے ایسے اور لوگ نہایت مبالغہ
کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعمیل
حکم مین کہ سائل کو خالی مت پھیرو اون کے
سوال کے مطابق دینا اونکے غیر سے بہتر ہے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ وہ پردے و حجاب
دروازون پر نہین لگاتے تھے اور سائلین کے
ملنے کو منع نہین کرتے تھے پھر کون سی چیز اونکی
ملاقات سے مانع ہے۔ اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین
تحت قول اور حسن بہت صحابہ سے روایت کرتے ہین
(جیسے ابو ہریرہ و اسامہ و ثوبان و شداد و علی و معاذ و معقل
بن یسار جیسا کہ معرفہ بیہقی مین ہے) کہ روزہ کی حالت
سینگھی لگانیوالے اور لگوانیکا روزہ ٹوٹ گیا لکھتے ہین کہ
علی بن مدینی نے کہا کہ اسکو مطر نے حسن سے اونھون نے علی
سے روایت کی ہے اور جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد نے کتاب
العروس مین کہا ہے کہ ہمسے وکیع نے اونھون نے ربیع سے

فتح الباری

کتاب العروس امام جعفر

صلوات الله علی آدم غفر الله له الذنوب وان کانت مثل زبد البحر اخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس من طریقه وقال الامام النسائی فی سننه الکبریٰ حدثنا الحسن بن احمد بن حبیب حدثنا شاذ بن فیاض عن عمر بن ابراهیم عن قتادة عن الحسن البصری عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال افطر الحاجم والمحجوم وقال الامام الطحاوی حدثنا نصر بن مرزوق حدثنا الخصیب حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا کان فی الوهن فضل فاصابه مجالحة فهو بما فیه الحدیث وقال حدثنا ابن مرزوق حدثنا عمرو بن ابی رزین حدثنا هشام بن حسان عن الحسن عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال لیس فی مس الذکر وضوء وقال الدارقطنی فی کتاب العلل فی مسند ابی هریرة من حدیث الحسن عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم افطر الحاجم والمحجوم فقال بروایة اختلف فیه

اونھوں نے حسن سے اونھوں نے علی سے روایت کی مرفوعاً کہ جو شخص دن بھر مین تین مرتبہ صلوات اللہ علی آدم کہے تو اوسکے کل گناہ بخشے جاتے ہین گو سمندر کے جھین کے برابر گناہ ہوا اسکو دیلمی نے اپنی مسند سے مسند الفردوس مین روایت کیا ہے اور امام نسائی نے (سنن کبریٰ مین) کہا ہے کہ ہم سے حسن بن احمد بن حبیب نے حدیث کی اونھوں نے کہا کہ ہم سے شاذ بن فیاض نے بیان کی اونھوں نے عمر بن ابراہیم سے اونھوں نے قتادہ سے اونھوں نے حسن بصری سے اونھوں نے علی بن ابی طالب سے اونھوں نے کہا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگی لگانیوالے اور لگوانے والے نے افطار کیا اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمسے حدیث کی نصر بن مرزوق نے کہا کہ ہمسے حدیث بیان کی خصیب نے کہا کہ ہمسے حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی اونھوں نے قتادہ سے اونھوں نے حسن سے اونھوں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہن مین زیادتی ہوا اور اوسکو نقصان پہونچا تو وہ اوس مین ہے آخر حدیث تک اور کہا کہ ہم سے ابن مرزوق نے حدیث بیان کی اونھوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن ابی رزین نے حدیث بیان کی اونھوں نے کہا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے حدیث بیان کی اونھوں نے حسن سے روایت کی اونھوں نے علی سے کہا کہ ستر کے چھونے مین وضو نہین ہے اور دارقطنی نے کتاب العلل کے مسند ابو ہریرہ مین کہا کہ حسن سے روایت ہے وہ ابو ہریرہ سے روایت

علی الحسن فرواه قتادة من رواية سلام ابن
ابی جبیرة عن ابی عروبة عن قتادة عن الحسن
وابو قزعة من رواية ابن جریج عنه ویونس بن
عبید من رواية عبد الوهاب الثقفی ومحمد بن
راشد عن یونس عن الحسن عن علی بن ابی طالب
قاله ابن القوهی عن ابیه عن شعبة عن یونس
الی قوله ورواه مطرق الوراق عن الحسن عن
علی بن ابی طالب قال فی سننه حدثنا عبد الله
بن محمد بن عبد العزیز حدثنا داؤد بن
رشید حدثنا ابو حفص الابار عن عطاء
بن السائب عن الحسن عن علی رضی الله تعالی عنه
قال فی الخلية والبرية والبتة والبائن و
الحرام ثلث لاتحل له حتی تنکح زوجا غیره
رواه ابن ابی شیبة
وقال حدثنا احمد بن محمد بن عبد الله بن
مفرقا ایضا فی مصنفه ... شرح
زیاد القطان حدثنا الحسن بن علی بن شبیب
المعمری قال سمعت محمد بن صدران السلمی
حدثنا عبد الله بن میمون المرئی حدثنا عوف
عن الحسن عن علی رضی الله تعالی عنه ان النبی
صلی الله علیه وآله وسلم قال لعلی یا علی قد جعلنا
الیک هذه السبقة بین الناس الحدیث
رواه البیهقی ایضا فی سننه
وقال حدثنی ثابت حدثنا عبد الله بن مبشر ثنا احمد
قال اسناده ضعیف

کو نی ہین کہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
سینگھی لگانیوالے اور لگوانیوالے نے روزہ افطار کیا پس کہا کہ
حسن کی روایت مین سناد کا اختلاف ہے قتادہ نے اسکو
سلام بن ابی جبیرہ کی روایت سے اونھون نے ابی عروبہ سے
ونھون نے قتادہ سے اونھون نے حسن سے اور ابو قزعہ کی روایت سے
بن جریج سے اور وہ حسن سے اور یونس بن عبید روایت سے
عبد الوہاب ثقفی اور محمد بن راشد کے وہ یونس سے وہ حسن سے وہ علی بن ابی طالب سے
اور اسکو ابن قوہی نے اپنے باپ سے اونھون نے شعبہ سے
اونھون نے یونس سے روایت کی ہے یہانتک کہا دارقطنی نے
کہ اسکو مطرق وراق نے حسن سے اونھون نے علی ابن ابی طالب سے
روایت کی اور دارقطنی نے سنن مین کہا کہ ہمسے عبد الله بن
محمد بن عبد العزیز نے حدیث بیان کی اونھون نے کہا کہ ہم سے
داؤد بن رشید نے روایت کی اونھون نے کہا کہ ہم سے ابو حفص
ابار نے حدیث کی اونھون نے عطاء بن سائب سے اونھون نے
حسن سے اونھون نے علی رضی الله تعالی عنہ سے روایت کی کہا کہ اگر
مرد بی بی کو یون کہے کہ تو ہم سے خلی ہو یا بری ہو یا تجہپر طلاق
البتہ ہے یا تو بائن ہے یا تو حرام ہے مجہپر تو ان سب مین تین طلاق
ہو جاتی ہے اور اس مرد کیلئے حلال نہین ہے جب تک وہ دوسرے شوہر سے
نکاح نہ کرے اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن عبد الله بن
زیاد قطان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حسن بن علی بن شبیب
معمری نے حدیث بیان کی کہا کہ مین نے محمد بن صدران سلمی سے سنا

بن سنان ثنا يزيد بن هارون انا حميد الطويل
عن الحسن قال قال علي ان وسع الله عليكم فاجعلوا
صاعا من بر وغيره يعني زكوة الفطر وقال الامام
ابو نعيم في حلية الاولياء حدثنا عبد الله بن محمد
حدثنا ابو يحيى الرازي حدثنا هناد ثنا محمد
ابن فضيل عن الليث عن الحسن عن علي رضي
الله تعالى عنه قال طوبى لكل عبد نومة عرف
الناس ولم يعرفه الناس عرفه الله تعالى برضوان
اولئك مصابيح الهدى يكشف الله تعالى
عنهم كل فتنة مظلمة ويدخلهم الله
في رحمة منه ليس اولئك بالمذاييع البذر
ولا الجفاة المرائين وقال الخطيب في تاريخه
واخرجه ابن ابي شيبة في مصنفه وسعيد بن منصور في سننه وهناد في سنده و
اخبرنا الحسن بن ابي بكر اخبرنا ابو سهل احمد
البيهقي في شعب الايمان وابن عساكر في تاريخه والدارمي في مسنده
بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان حدثنا
محمد بن غالب حدثنا يحيى بن عمران حدثنا سليمان
بن ارقم عن الحسن البصري عن علي بن ابي طالب رضي
الله تعالى عنه قال كفنت النبي صلى الله عليه
واله وسلم في قميص ابيض وثوبي حبرة فهذه
الاحاديث متصلة على مذهب هؤلاء الائمة
الكبراء لولا شبهة التدليس وقال الشيخ
الامام العلامة الحجة جلال الدين عبد الرحمن

اونھوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن میمون مزنی نے حدیث کی
اونھوں نے کہا کہ ہمسے عوف نے حدیث بیان کی اونھوں نے حسن سے
اونھوں نے علی رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو فرمایا
کہ اے علی لوگوں کے درمیان میں [illegible] تعریف کیا آخر حدیث
تک اور کہا کہ ہمسے علی بن عبد اللہ [illegible] نے حدیث کی کہا کہ ہم
احمد بن سفیان نے حدیث کی کہا کہ ہمسے یزید بن ہارون نے حدیث کی
اونھوں نے کہا کہ ہمکو حمید طویل نے خبر دی اونھوں نے حسن سے اونھوں نے
کہا کہ علی نے کہا اگر تمکو خدا تعالیٰ [illegible]
آدھی صاع [illegible]
ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں کہا کہ ہمسے حدیث
کی عبد اللہ بن محمد نے اونھوں نے کہا کہ ہم سے ابو یحیی رازی نے حدیث
بیان کی کہا کہ ہمسے ہناد نے حدیث کی کہا کہ ہمسے محمد بن فضیل نے
حدیث بیان کی اونھوں نے لیث سے اونھوں نے حسن سے اونھوں نے علی سے روایت کی
کی کہا کہ بندہ مومن [illegible] وہ لوگونکو پہچانتا ہے اور اسکو لوگ
نہیں پہچانتے اللہ کی معرفت [illegible] کی ہے
لوگ اندھیرے کے چراغ ہیں [illegible] اللہ پاک ہر فتنہ ظلمکو دور کرتا ہے
اور اونکو اللہ اپنی رحمت خاص میں داخل [illegible] کثرت سے کلام
کرنیوالے اور نہ ظالم لوگونکو دکھاوے کیلئے کام کرنیوالے ہیں اور
خطیب نے تاریخ میں کہا کہ ہمکو حسن بن ابی بکر نے خبر دی کہا کہ ہمکو
ابو سہل احمد بن محمد بن عبد اللہ بن زیاد قطان نے خبر دی اونھوں نے کہا
ہمکو محمد بن غالب نے حدیث کی اوسنے کہا کہ ہمسے یحیی بن عمران نے

السيوطي قدس الله تعالى روحه في فتح لنا فتوحه في
اتحاف الفرقة قال الحافظ ابن حجر وقع في مسند
ابي يعلى حدثنا حوثرة بن اشرس قال انا عقبة
بن ابي الصهباء الباهلي قال سمعت الحسن
يقول سمعت عليا يقول قال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم مثل امتي مثل المطر الحديث قال
محمد بن الحسن الصيرفي شيخ شيوخنا هذا
نص صريح في سماع الحسن من علي كرم الله وجهه
ورجاله ثقات حوثرة وثقه ابن حبان في كتاب الثقات ١٢
وعقبة وثقه احمد بن حنبل وابن معين
انتهى قال الشيخ القتاشي رحمه الله في السمط ١٢
المجيد والحسن وان لو انه كان يدلس لكنه
ثقة قال الحافظ ابن الحجر في تقريب التهذيب
الحسن بن ابي الحسن البصري الانصاري مولاهم
ثقة فقيه فاضل مشهور وكان يرسل
كثيرا ويدلس وهو راس الطبقة الثالثة
ومن المقرر ان المدلس الثقة اذا عبر
في روايته عن شيخه بصيغة صريحة في السماع
كسمعت وحدثني فروايته مقبولة واسناده
متصل لكونه ثقة صرح بلفظ سمعت
فاصبح السماع فانتفى سبب خدشة الخادشين

بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے سلیمان ابن قرم نے بیان کی اونھوں نے
حسن بصری سے اونھوں نے علی ابن ابیطالب رض سے روایت کی کہا کہ مین نے نبی صلعم کو
کفن پہنایا ایک سفید کرتا اور دو چادر حبرہ کا ... انکا
ائمہ کے مذہب پر عمل ہے اگر تدلیس کا شبہ نہ ہوا اور امام العلامہ شیخ
جلال الدین عبدالرحمن سیوطی قدس الله تعالی روحہ نے فتح لنا فتوحہ نے
اتحاف الفرقہ مین کہا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ مسند ابو یعلی (موصلی) مین
مروی ہے کہ ہمسے حوثرہ بن اشرس نے بیان کیا اوسنے کہا کہ ہمکو عقبہ بن
ابی الصہبا باہلی نے خبر دی کہا کہ مین نے حسن سے سنا کہتے تھے کہ مین نے علی
سے سنا کہتے تھے کہ رسول الله صلعم نے فرمایا میری امت کی مثال
مینہ کی مثال ہے آخر حدیث تک کہا محمد بن حسن صیرفی نے ہمارے شیوخ
کا وستاد ذکر یہ نص صریح ہے حسن کے سماع مین علی کرم الله وجہہ سے
اور اسکے رواۃ سب ثقہ ہین حوثرہ کو ثقہ کہا ابن حبان نے (کتاب الثقات مین)
اور عقبہ کی احمد بن حنبل و ابن معین نے توثیق کی انتہی اور شیخ قتاشی
رحمہ الله نے سمط المجید مین کہا کہ حسن کے باب مین اگرچہ لوگون نے یہ کہا
کہ وہ تدلیس کرتے ہین مگر وہ ثقہ ہین حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب
مین کہا ہے کہ حسن بن ابی الحسن بصری انصاری اونکے غلام آزاد کئے
ہوئے تھے ثقہ فقیہ فاضل مشہور ہین کثرت سے ارسال کرتے تھے اور
تدلیس کرتے تھے طبقہ ثالثہ کے اکابر سے ہین اور یہ بات ثابت ہے کہ
ثقہ مدلس جب اپنے شیخ سے صریح سماع کے ساتھ تعبیر کرے
جیسے مین نے سنا یا مجھسے حدیث بیان کی تو اوسکی روایت مقبول ہے
اور اسکی سند متصل ہے بسبب اسکو ثقہ ہونے کے اور سماع کی تصریح کرنیکے

فی وصل الخرقة وقد مرانه اذا انتفی سبب التدلیس
وقد وصله من هو ثقة ومقبول ظهران
ما حکم بانقطاعه مرفوع موصول و
بالله التوفیق انتهی قال النووی فی
التقریب فی روایة المدلس والصحیح التفصیل
فما رواه بلفظ محتمل لم یبین فیه السماع
فمرسل وما بینه فیه کسمعت وحدثنا واخبرنا
وشبهها فمقبول یحتج به وفی الصحیحین
وغیرهما من هذا الضرب کثیر کقتادة و
وسفیانین وغیرهم وما کان فی الصحیحین
وشبههما عن المدلسین بعن فمحمول
علی ثبوت السماع من جهة اخری انتهی
فما قیل فی القرة انه اتصال الحسن البصری
بحضرة المرتضی واتصال لبس الخرقة
بالمرتضی امر باطل تنکره الشیعة واهل السنة
جمیعا ودون اثباته خرط القتاد ففی
عجائب وما فیه علی روایة ابی یعلی ان صحت
فلا تثبت بهذا القدر الصحبة المعتد بها
وکلامنا انما هو فی الصحبة المعتد بها
فقیل ان هذا التعلیق خلاف التحقیق و
ان الصحبة المعتد بها قد ثبت بوجه لا مرد

اور جبکہ سماع صحیح ہوا تو خدشہ کرنیوالوں کا شبہ خرقہ کے پہونچنے
میں نہ رہا اور یہ بات گذر چکی کہ جب سبب خدشہ کا دور ہوا اور راوی اسکو
ملانیوالے ثقہ اور مقبول ہیں پس ظاہر ہوا کہ جسنے اوسکے منقطع کا حکم
کیا ہے وہ روایت مرفوع موصول ہے اور اللہ ہی کے ساتھ
ہے توفیق انتہی اور نووی نے تقریب میں کہا کہ مدلس کی روایت
میں صحیح بات یہ ہے کہ تفصیل ہے پس جسکو وہ اپنے طور سے
بیان کرے جسمیں سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ مرسل ہے اور جسمیں
سماع کی تصریح ہو جیسے سمعت حدثنا اخبرنا اور اسکے مانند
تو وہ مقبول ہے اوس سے حجت پکڑی جاویگی اور اس قسم کی
روایتیں صحیحین وغیرہما میں بہت ہیں جیسے قتادہ اور سفیان
ثوری و سفیان بن عیینہ وغیرہم اور صحیحین وغیرہما میں مدلسین
سے جو روایتیں ہیں وہ دوسری جہت سے سماع پر محمول ہیں انتہی
پس جو قرہ میں کہا گیا ہے کہ اتصال حسن بصری کا حضرت
مرتضی کے ساتھ اور خرقہ پہننے کا مرتضی سے یہ
ایک ایسا امر باطل ہے کہ شیعہ اور اہل سنت دونوں
باتفاق اسکا انکار کرتے ہیں چہ جائیکہ مہل اثبات
اسکا تو یہ نہایت تعجب کی بات ہے اور دربارہ روایت
مسند ابو یعلی جو اسمیں ہے کہ اگر یہ روایت صحیح بھی
ہو تو اس سے صحبت معتد بہا نہیں ثابت ہوگی اور ہمارا کلام
صحبت معتد بہا میں ہے پس ہمارے کلام کہ یہ تعلیق خلاف تحقیق
اور معتد بہ صحبت ایسی طور سے ثابت ہو چکا جسکا

كما مضى واما قوله ولو تحقق اتصال الحسن البصري بالمرتضى لتحقق له به الصحبة المعتد بها وهي منتفية فهو منتف ففيه مع ما تقدم ان هذا الشرطية ممنوعة لان تحقق الاتصال ولو في الطريقة لا يستلزم الصحبة المعتد بها حتى يلزم من انتفائها انتفاءه واصحاب السلاسل وهم اهل هذه المعرفة والمعاملة عن آخرهم بتفرقهم متفقون اتفاقاً على ان الحسن اخذ بلا واسطة من علي المرتضى كرم الله وجهه فلو كان كل واحد منهم تلقى من صاحبه انه تلقى الباطن من صاحب هلم جرا الى الحسن من علي المرتضى كرم الله وجهه كيف يتصور هذا الاجماع هذا والروايات في كتب الاثر عن الحسن عن علي رضي الله عنه كثيرة جداً فمن شاء ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها

وصل لما اتم الكلام في المرام من تحقيق الاتصال بالامكان واللقاء والسماع وذكر ما تيسر من عدد من اثبته

نہیں جیسا کہ اوپر گذرا اور پھر اوسکا قول اگر اتصال حسن بصری کا مرتضیٰ کے ساتھ ثابت ہو تو البتہ معتد بہ صحبت بھی ثابت ہوگی اور یہ ثابت نہیں تو وہ بھی ثابت نہیں پس اسپر یہ کہنا ہو کہ ثبوت اسکا گذر چکا باوجودیکہ یہ شرط بھی باطل ہے کیونکہ ثبوت اتصال کا اگرچہ طریقت میں ہو صحبت معتد بہ کو ایسا مستلزم نہیں ہے کہ اوسکی نفی سے اوسکی بھی نفی ہو اور اصحاب سلاسل جو اس فن کے اہل بصیرت اور آخرت کے معاملہ والے ہیں باوجودیکہ فرقے ہونے کے سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ حسن نے بلا واسطہ علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیا ہیں اگر ہر ایک ونکا اپنے شیخ سے تعلیم باطن نہ پائی ہوتا اور وہ اپنے شیخ سے علے ہذا القیاس اوپر حسن تک اور حسن کا علی سے تو یہ اجماع کیونکر متصور ہوتا یہ اور روایات کتب اثر و حدیث میں حسن سے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے بہت کثرت سے ہیں (ہم نے مختصر مشتے نمونہ از خروارے نقل کیا ہے) جو شخص اونپر اطلاع چاہے تو اونکی طرف رجوع کرے۔

وصل چونکہ مقصود کلام جو تھا درباره ثبوت اتصال کے بطور امکان کے و نیز لقا و سماع کے ساتھ اوسکو تمام کیا اور ذکر اون ائمہ حفاظ احادیث و محدثین نقاد

من الائمة الحفاظ والمحدثين الايقاظ
رضي الله عنهم فاراد محمد المشتهر
بفخر الدين ان يشير الى اناس
ينكرونه فقد وجد بعد التفتيش و
الفحصة شرذمة من المتقدمة
وفرقة من المتاخرة فمن الاولى من يقول
لم يثبت سماعه منه اي عنده ومنها
من يقول لا نعرف ولا نعلم سماع الحسن
من علي كرم الله وجهه فلا يلزم من عدم
ثبوته عندهم او عدم معرفتهم عدمه
في الوجود فهم فيه معذورون ومن
الاخرى من سلك طريقة المتعصبة
فيقول مجازفة من غير استقراء و
تتبع اقوال الافاضل ان الاجتماع
والسماع كليهما باطل باتفاق
الاماثل منهم اعجوبة وقته ابن تيمية
الحنبلي غفر الله له وقد قال شيخ الاسلام
والامام الحافظ ابو الفضل ابن الحجر
العسقلاني في الدرر الكامنة في ترجمته بعد
ما ذكرنا قبه ومثالبه كالقول بحرمة
زيارة قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم

متبتین کا جو بروقت حاضر ہوا تمام تو محمد
مشہور بہ فخر الدین نے ارادہ کیا کہ
اون لوگون کا بھی ذکر کردین جو اس کے منکر
ہین پس بڑی تحقیق و تفتیش و تلاش کے
بعد تھوڑے تو متقدمین اور ایک فرقہ متاخرین
مین معلوم ہوا متقدمین لوگ تو یہہ کہتے ہین کہ
میرے نزدیک اونکا سماع نہین ثابت ہوا
اور بعضے یون کہتے ہین کہ ہمکو اونکی سماع کا علم
و معرفۃ نہین ہے پس اونکے نزدیک عدم ثبوت
یا اونکے عدم علم و عدم معرفت سے نفس وجود کا عدم
کیسے ثابت ہوگا یہہ ہو نہین سکتا پس وہ تو
اپنی طرف نسبت کرنیکی وجہہ سے معذور و مجبور ہین
اور متاخرین سے وہ ہین جو تعاقب کی روش
چلے ہین اور بغیر استقراء و تتبع اقوال افاضل کے
یہہ کہدیا کہ دونون کا اجتماع و سماع باتفاق علما
باطل ہے اون مین سے اعجوبہ روزگار خود ابن تیمیہ
حنبلی ہین اللہ اونکو بخشے انکے ترجمہ کے ضمن مین
شیخ الاسلام امام حافظ ابو الفضل ابن حجر
عسقلانی الدرر الکامنہ فی اعیان قرن الثامنہ مین
انکے مناقب تعریف اونکی مثالب و برائی کو شل
زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حرام ہے

وتقدم صحة الاسلام على المرتضى كرم الله
وجهه لكونه صبيا ونسبة امير المؤمنين
عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه الى حب
المال ورد الاحاديث الموجودة في
السنن وان كانت ضعيفة وذكر اختلاف
العلماء الكرام في حقه انا لا نعتقد في
حقه عصمة بل انا نخالفه في مسائل
الاصلية والفرعية وقال الامام ابو عبد الله
الذهبي رحمه الله في تاريخه بعد ذكر نحوها
فهو بشر له ذنوب وخطايا وكذا ذكر
الامام اليافعي غير واحد من الائمة
قال ابن تيمية في منهاج السنة قال الرافضي
واما علم الطريقة فاليه منسوب فان الصوفية
كلهم يسندون الخرقة اليه و
الجواب السابقة اولا اما اهل المعرفة
وحقائق الايمان المشهورون في الامة
بلسان الصدق فكلهم متفقون على
تقديم ابي بكر وانه اعظم الامة
في حقائق الايمانية والاحوال العرفانية
واين من يقدمونه في الحقائق التي هي
افضل الامور عندهم الى من ينسب اليه

اور حضرت علی کا اسلام بسبب انکے لڑکپن کے
صحیح نہیں ہے اور عثمان بن عفان رضی اللہ
تعالی عنہ میں حب مال وجاہ تھا اور سنن کی موجودہ
احادیث کو گو وہ ضعیف ہوں رد کیا اور علماء
کرام کے اختلاف کو ذکر کرکے یہ لکھا کہ ہم اون کے
حق میں عصمت و پاکدامنی کا اعتقاد نہیں رکھتے
بلکہ بہت سے مسائل اصولی و فروعی میں ہم
اونکی مخالفت کرتے ہیں اور امام ابو عبد اللہ
ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں مثل ذکر کرنے ابن حجر
کے لکھکر یہ لکھا کہ وہ بشر ہیں اونکے لئے خطا و
گناہ ہے اور ایسا ہی امام یافعی وغیرہ ائمہ نے
لکھا ہے ابن تیمیہ نے منہاج السنہ (جواب منہاج الکرامۃ
علی شیعی) میں کہا کہ رافضی نے کہا کہ علم طریقت
حضرت مرتضی کیطرف منسوب ہے کیونکہ کل صوفیہ خرقہ
کی نسبت اونھیں کیطرف کرتے ہیں پس جواب
اسکے چند ہیں اول یہ کہ اہل معرفت و حقائق ایمانی
والے جو امت میں لسان صدق کے ساتھ مشہور ہیں
وہ سب ابوبکر کی تقدیم پر متفق ہیں اور اس بات
پر کہ وہ اعظم الامت ہیں حقائق ایمانی اور احوال
عرفانی میں اور کہاں ہے لباس خرقہ مقدم کرنا
حقائق ایمانی میں جو اونکے نزدیک افضل ہیں اسے

لباس الخرقة وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم وانما ینظر الی قلوبکم واعمالکم فاین الحقایق القلوبیة من لباس الابدان ویقال ثانیا الخرقة متعددة واشہرہا خرقتان خرقة الی عمر وخرقة الی علی فخرقة عمر رضی اللہ عنہ لہا اسنادان اسناد الی اویس القرنی واسناد الی ابی مسلم الخولانی واما الخرقة المنسوبة الی علی کرم اللہ وجہہ فاسنادہا الی الحسن البصری والمتاخرون یصلونہا بمعروف الکرخی فان الجنید رضی اللہ عنہ صحب السری والسری صحب معروفا الکرخی بلا ریب واما الاسناد من جہة معروف فمنقطع فتارة یقولون ان معروفا صحب علی بن موسی الرضا وہذا باطل قطعا لم یذکرہ المصنفون لاخبار معروف بالاسناد الثابت المتصل کابی نعیم وابی الفرج ابن الجوزی فی کتابہ الذی صنفہ فی فضائل

اور بیشک صحیحین مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے فرمایا اللہ تعالے تمہاری صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلون اور عملون کو دیکھتا ہے پس حقائق قلوبیہ بدن کے لباس سے کہان ہے دویم خرقے متعدد ہین نہایت مشہور دو خرقہ ہے اول عمر رض کا دوسرے علی رض کا پس عمر رض کے خرقہ کی دو سند ہین اول سند طرف اویس قرنی کے دوسری طرف ابو مسلم خولانی رض کے اور خرقہ جو علی کرم اللہ وجہہ کیطرف منسوب ہے پس اوسکی اسناد طرف حسن بصری کے اور متاخرین صوفیہ معروف کرخی کے طرف ملاتے ہین باین طور کہ جنید رضی اللہ عنہ نے صحبت اوٹھائی سری کی اور سری نے صحبت اوٹھائی معروف کرخی کی اس مین کچھ بھی شبہہ نہین لیکن سند معروف کی جہت سے آگے منقطع ہے کبھی تو کہتے ہین کہ معروف نے صحبت اوٹھائی امام علی بن موسیٰ رضا کی اور یہ قطعاً باطل ہے اسکو کسی مصنف مورخ مشہور نے سند متصل سے ثابت نہین کیا جیسے ابونعیم (اصفہانی) وابو الفرج ابن جوزی اپنی اوس کتاب مین جسکو معروف کے فضائل مین لکھا ہے

عبارۃ حاشیۃ: انما النظر الی النعمة ... (حاشیہ قلمی، ناخوانا)

معروف ومعروف كان منقطعا في
يعني انه كان يعتزل عن الخلق ولا
الكرخ وجعل شعاره لباس الخضر
يعني رجع من الكرخ فقط ١٢ شرح
ثم رجع عن ذلك واعاد شعاره السواد
ومعروف لم يكن لن يجتمع بعلي بن موسى
ولا نقل عنه ثقة انه اجتمع به واخذ
شيئا عنه بل ولا يعرف انه رآه ولا كان
معروف بوابه ولا اسلم على يديه فهذا كله
يعني امر دود بل قال الامام القشيري في الرسالة سندا ١٢
كذب واما الاسناد الآخر فيقولون
ان معروفا صحب داؤد الطائي وهذا ايضا
لا اصل له وليس في اخباره المعروفة ما يذكر
يعني ايضا مردود بل نقل الامام القشيري في
فيه اخذه عن داؤد الطائي شيئا وانما
الرسالة عن الاستاذ ابو علي ... ١٢ ش
نقل عنه الاخذ عن بكر بن خنيس العابد
الكوفي في اسناده الخرقة ايضا ان
داؤد الطائي صحب حبيبا العجمي وهذا
لم يعرف له حقيقة وفيها ان حبيبا
العجمي صحب الحسن البصري وهذا صحيح
فان الحسن كان له اصحاب كثيرون
مثل ايوب السختياني ويونس بن عبيد
عبد الله بن عون ومثل محمد بن واسع ومالك
بن دينار وحبيب العجمي وفرقد السبخي
وغيرهم من عباد اهل البصرة وفي الخرقة

اور معروف کرخ مین لوگون سے انقطاع
کئے ہوئے تھے پہلے اپنا لباس سبز رکھا
بعدہ اوسکو چھوڑکر سیاہ اختیار کیا اور
معروف علی بن موسٰی کے ساتھ جمع نہین
ہوئے اور نہ ثقہ لوگون نے اسکو نقل کیا ہو
کہ وہ اون سے ملے اور کچھ اون سے حاصل کیا
بلکہ یہ بات بھی نہین جانی گئی کہ اونھون نے
دیکھا بھی ہو اور معروف اونکے دربان نہین تھے
اور نہ اونکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے یہ سب جھوٹھ ہے
ولیکن دوسری سندیون کہتے ہین کہ معروف نے داؤد طائی
کی صحبت کی اوسکی بھی کچھ اصل نہین ہے کیونکہ تاریخ معتبر
مین اونسے اخذ کرنیکا کچھ بھی تذکرہ نہین ہے بلکہ
مورخین نے بکر بن خنیس عابد کوفی سے حاصل کرنے کو
لکھا ہے اور خرقہ کے اسناد مین جو یہ لکھا ہے کہ داؤد
طائی نے صحبت اختیار کی حبیب عجمی کی سو اسکی بھی
حقیقت نہین معلوم ہوتی اور اوسمین یہ ہے کہ
حبیب عجمی نے صحبت اختیار کی حسن بصری کی سو یہ
صحیح ہے کیونکہ بہت سے حسن کے شاگرد تھے جیسے ایوب سختیانی
و یونس بن عبید و عبد اللہ بن عون و محمد بن واسع و مالک
بن دینار و حبیب عجمی و فرقد سنجی و غیرھم
عابدین اہل بصرہ سے اور خرقہ کی سند مین ہے

ان الحسن صحب عليا وهذا باطل باتفاق اهل
هذه المعرفة فانهم متفقون على ان الحسن
لم يجتمع بعلي وانما اخذ عن اصحاب علي اخذ
عن الاحنف بن قيس وقيس بن عباد وغيرهما
عن علي وهكذا رواه اهل الصحيح والحسن
البصري ولد بسنتين بقيتا من خلافة
عمر وقتل عثمان وهو بالمدينة كانت امه
امة لام سلمة فلما قتل عثمان حمل الى البصرة
وكان علي بالكوفة والحسن في زمنه صبي
من الصبيان لا يعرف ولا له ذكر انتهى
قوله فهذا كله كذب قال الامام اليافعي
في مرآة الجنان في ترجمة الامام معروف
الكرخي من موالي علي بن موسى فكان
المؤدب يقول له قل ثالث ثلاثة فيقول معروف
بل هو الله الواحد القهار فضربه المعلم يوما
على ذلك ضربا مبرحا فهرب منه وكان
ابواه يقولان ليته يرجع الينا على اي دين
شاء فنوافقه عليه ثم انه اسلم على يدي
علي بن موسى الرضا ورجع الى ابويه
فدق الباب فقيل له من بالباب فقال
معروف فقيل على اي دين فقال على الاسلام

کہ حسن نے صحبت اوٹھائی علی کی سو یہ بھی باطل ہے باتفاق
اہل معرفت فن کے کیونکہ وہ سب متفق ہیں کہ حسن علی کے
ساتھ مجتمع نہیں ہوئے بلکہ حضرت علی کے شاگردان مثل
احنف بن قیس اور قیس بن عباد وغیرہما سے اخذ کیا
اور انھوں نے علی سے اسی طور سے اہل صحیح نے روایت
کی ہے اور حسن بصری حضرت عمر کی خلافت میں جبکہ
دو برس باقی رہ گیا تو پیدا ہوا اور عثمان جب قتل ہوئے
تو وہ مدینہ میں تھے اور انکی ماں بی بی ام سلمہ کی لونڈی
تھیں جب عثمان قتل ہو گئے تو بصرہ گئے اور علی کوفہ میں تھے
اس وقت حسن محض کمسن بچے تھے نہ انکا تذکرہ تھا اور نہ
انکو کوئی جانتا تھا ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا قولہ سو یہ سب جھوٹ
ہے امام یافعی نے مرآۃ الجنان میں تحت ترجمہ امام معروف کرخی
کے لکھتے ہیں کہ وہ غلام آزاد کئے ہوئے امام علی بن موسی
کے تھے انکو معلم کہتا تھا کہو ثالث ثلثہ یعنی تین کا تیسرا
تو معروف کہتے تھے کہ وہ خدا اکیلا قہار ہے ایک روز
معلم نے بڑی ماری پس آپ بھاگ گئے باپ ماں کہتے تھے
کہ کاش وہ آجاتا چاہے جس دین پر رہتا پھر آپ علی بن موسی
کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور باپ ماں
کے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو انھوں نے
پوچھا دروازہ پر کون ہے کہا کہ معروف پوچھا کس
دین پر کہا اسلام پر

فلسلم ابواه وقال العلامة ابن الحجر المكی
المحدث فی الصواعق المحرقة فی ترجمة الامام
علی الرضا رضی الله عنه ومن مواليه
معروف الكرخی استاذ السری السقطی لانه
والعجب قال الامام الشعرانی فی طبقته
اسلم علی يديه قوله وهذا باطل باتفاق
اهل هذه المعرفة فانهم متفقون علی
ان الحسن لم يجتمع بعلی سبحان الله هذا
بهتان عظيم فقد تقدم عن امامی هذه
المعرفة علی المدينی شيخ البخاری و
ابی زرعة الرازی شيخ مسلم انهما
قالا انه راه بالمدينة الطيبة مع رواية
البخاری القوية ورواية ابی يعلی الموصلی
الصحيحة الصريحة فی سماعه منه رضی الله
عنه ورواية الحافظ ابی نعيم الذی هو
مستند ابن تيمية بالانصاف وتخلی من
التعصب والاعتساف لنقل اتفاق ائمة
حفاظ الآفاق علی خلاف ما جعل عليه
الوفاق وانما قوله هذا كرده الاحاديث
المسندة الموجودة فی الكتب المعتمدة
المشهورة ونسبة الوضع والكذب اليها
كما قال فی هذا الكتاب ايضا ان الحديث الموالاة

پس اون کے ماں باپ نے بھی موافقت کی اور مشرف باسلام
ہوئے اور علامہ ابن حجر مکی محدث نے صواعق محرقہ میں
بذیل ترجمہ امام علی رضا کے لکھتے ہیں اونکے موالی سے
معروف کرخی اوستاد سری سقطی ہیں کیونکہ وہ اسلام لائے
آپکے ہاتھ پر اور اونکا قول کہ یہ بالاتفاق اس فن کے
اہل معرفت باطل ہے وہ سب اسپر متفق ہیں کہ حسن علی کے
ساتھ مجتمع نہیں ہوئے سبحان اللہ یہ کیسا بڑا بہتان ہے
حالانکہ دو امام معرفت رجال سے یعنی علی بن مدینی استاذ
امام بخاری و ابو زرعہ رازی استاذ امام مسلم کے یہ بات کہہ چکے
کہ حسن نے علی کو مدینہ طیبہ میں دیکھا ہے مع بخاری کی قوی روایت اور
ابو یعلی موصلی کی صریح صحیح روایت کے اونسے سماع کی اور حافظ ابو نعیم
کی روایت سے جو ابن تیمیہ کے مستند بل معتمدین کے نزدیک سننا حسن کا
علی سے صراحۃ مذکور ہوا اور انکے سوا اور بھی اگر ابن تیمیہ انصاف
سے مزین ہوتے اور تعصب اور اعتساف سے
خالی تو ائمہ حفاظ آفاق کے اتفاق کو نقل کرتے
جس اتفاق پر اتفاق کیا ہے سو انکا یہ قول مثل احادیث
مسند موجودہ کتب معتبرہ مشہورہ کے رد کرنے کے ایسا ہے
جو احادیث کے موضوع کہہ کر اوڑا دیا ہے چنانچہ
اس کتاب میں بھی موالاۃ والی حدیث کو
ایسا ہی لکھا ہے جسکو ترمذی اور احمد نے
اپنی مسند میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

صواعق محرقہ ابن حجر مکی

قد رواه الترمذی واحمد فی مسنده عن النبی
صلی الله علیه واله وسلم انه قال من کنت
مولاه فعلی مولاه والزیادة وهی قوله اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه الی آخره ولا ریب
انه کذب وفی نقل الاثرم فی سننه عن الامام احمد
ان العباس سأله عن حسین الاشقر وانه حدث
بحدیثین فذکر احدهما قال والآخر اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه فانکره ابو عبد الله
جدا ولم یشک فی ان هذین الحدیثین کذب انتهی
وقد رواه الامام احمد فی مسنده مع شرط فیه
قال الشیخ المحقق ابن الحجر المکی فی الصواعق
المحرقة فی رد الشبهة الحادی عشرة من الرافضی
وجواب هذه الشبهة التی هی اقوی شبههم
یحتاج الی مقدمة وهی بیان الحدیث ومخرجه
وبیان انه حدیث صحیح لا مریة فیه وقد اخرجه
جماعة کالترمذی والنسائی واحمد وطرقه
کثیرة جدا ومن ثم رواه ستة عشر صحابیا
وفی روایة لاحمد انه سمعه من النبی صلی الله
علیه وآله وسلم ثلثون صحابیا وشهدوا به
لعلی رضی الله عنه لما نوزع فی ایام خلافته
وکثیر من اسانیده صحاح وحسان ولا التفات

روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جسکے ہم مولا ہیں
اوسکے علی بھی مولا ہیں اور زیادتی والی کو جسمیں
یہہ اضافہ ہے کہ اے اللہ تو والی ہو جو اسکو
دوست رکھے اور دوستی رکھ جو اوس سے دشمنی
رکھے آخر تک) کہ کوئی شک اسمیں نہیں ہے کہ یہہ جھوٹی
حدیث ہے اور اثرم نے اپنے سنن میں امام حنبل سے
نقل کیا ہے کہ عباس نے حسین اشقر کی حدیث کی نسبت
آپ سے سوال کیا کہ وہ دو حدیث روایت کرتا ہے ایک تو
جب بیان کیا تو امام نے دوسرے کو پوچھا تو کہا یا اللہ
ولی ہو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن ہو اوسکا جو اوس
سے دشمنی کرے تو امام احمد نے ایکدم اسکا انکار کیا
اور اس میں کچھ بھی شک نہیں ہے کہ یہہ جھوٹی حدیث ہے انتہی
کلام ابن تیمیہ و تحقیق اسکو امام احمد نے مسند میں با وجود
اس شرط کے کہ موضوع حدیث نہیں روایت کرینگے روایت
کیا ہے کہا شیخ المحقق ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ کے
رافضی کے گیارہویں شبہہ کے رد میں کہ اس شبہہ کا جواب
جو نہایت قوی شبہہ ہے ایک مقدمہ کی طرف محتاج ہے
حدیث کا بیان اور اوسکے مخرج کا حال ہے اور اسکا
بیان کہ یہہ صحیح حدیث ہے اس میں کچھ بھی شک نہیں ہے
ایک جماعت محدثین نے مثل ترمذی نسائی و احمد کے روایت کیا ہے
اور اسکے طرق بہت کثرت سے ہیں اسکو سولہ ١٦ صحابیوں نے

لمن قدح في صحته ولا لمن رده بان
عليا كان باليمن لثبوت رجوعه منها
وادراكه الحج مع النبي صلى الله عليه
وآله وسلم وقول بعضهم ان زيادة
اللهم وال من والاه الخ موضوعة
مردودة فقد ورد ذلك من طرق
صحح الذهبي كثيرا منها وقوله وهكذا
رواه اهل الصحيح اي لم يرو الحسن رضي الله
عنه بلا واسطة اصلا فان اراد بالصحيح
الصحيح المجرد الذي التزم اهله الصحة
كصحيح البخاري ومسلم وابي عوانه
وابن خزيمة والعقيلي والاسمعيلي
وابن الجارود وابن حبان والدارقطني
وابي نعيم وابن السكن وابي ذر الهروي
والحاكم والضياء وغيرها من المستخرجات
والمستدركات فلا يصح الحصر بالملاقاة
لوجود حديث الحسن عن علي المرتضى
كرم الله تعالى وجهه بلا واسطة في الاخيرين
وانه لا ينحصر الصحيح في الاولين
وان اراد ما كان غالبه الصحيح فايضا
هو غير صحيح لوجوده في الترمذي و

روایت کیا ہے اور احمد کی ایک روایت مین ہی کہ
اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیس صحابہ نے
روایت کی اور حضرت علی کے سامنے اسکی شہادت دی
جبکہ خلافت کے زمانہ مین اونکے جھگڑا ہوا تھا اور بہتیری
اسکی اسناد صحیح اور حسن ہین اور جسنے اسکی صحت مین
قدح کی ہی وہ التفات کے قابل نہین ہی اور نہ اوسکا قول
جسنے یہہ کہکر رد کیا ہی کہ علی یمن مین تھے کیونکہ اونکے
یمن سے آنے کی اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ حج مین
ملنے کا ثبوت ہی اور بعض کا یہہ قول کہ زیادتی اللهم
وال من والاہ الخ موضوع ہی سو یہہ کہنا بھی مردود ہی
کیونکہ یہہ بھی طرق کثیرہ سے مروی ہی جن مین سے اکثر
کی تصحیح ذہبی نے کی ہی انتہی قولہ اور ایسا ہی اہل صحیح نے
روایت کی ہی یعنی بلا واسطہ انسے انکی حدیث کو ہرگز روایت
نہین کی پس اگر صحیح سے صحیح مجرد جسکے ملتزمین صحت ہین مثل بخاری و
مسلم و ابو عوانہ و ابن خزیمہ و عقیلی و اسمعیلی و ابن جارود
و ابن حبان و دارقطنی و ابو نعیم و ابن السکن و ابو ذر
ہروی و حاکم و ضیاء مقدسی وغیرہم کے مستخرجات و
مستدرکات سے مراد ہی تو یہہ علی الاطلاق حصر صحیح
نہین ہے کیونکہ بلا واسطہ حدیث حسن کا علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ سے اخیرین مین موجود ہی اور دونون پہلی (بخاری و مسلم)
مین صحیح کا انحصار نہین ہی اور اگر صحیح سے اکثر صحیح

والنسائي على انه لو لم يروه اهل الصحيح لم يلزم
عدم صحته قط لانهم لم يلتزموا استيعاب
الصحاح لعدم امكانه **قوله والحسن في زمنه**
صبي من الصبيان اي ما كان في سن يأخذ
عنه وهذا عجيب منه لان سنه في زمنه كرم الله
وجهه على ما اعترف به يُنيف على خمس عشرة سنة
ولا ريب في صحة السماع في سن خمس عند الامام
احمد والبخاري ومسلم وجمهور ائمة الحديث
ويا ليت شعري ما وجه ان الحديث الذي رواه
الحسن عن عثمان رضي الله عنه في صغره قبل
خلافة علي المرتضى يكون صحيحا معتمدا عليه
اتفاقا والحديث الذي رواه عن علي رضي الله
عنه لا يصح اجماعا بسيطا ه **قوله لا يعرف**
(لا يخفى لطف هذا الانسجام والالتحام ١٢ منه)
لانه ذكر سبحان الله كيف لا يعرف ولا يكون له
ذكر وقد تربى في حجر ام المؤمنين ام سلمة رضي الله
عنها وشرب لبنها وكان في بيتها وقد حنكه
(قال الذهبي في تذهيب التهذيب ١٢ شرح)
امير المؤمنين عمر رضي الله عنه بيده وكانت
ام سلمة تخرجه الى اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم فكانوا يدعون له واخرجته
الى عمر رضي الله عنه فدعا له اللهم
فقهه في الدين وحببه الى الناس

مراد ہے تو یہ بھی غیر صحیح ہے بسبب پائے جانے انکی روایتوں
کے ترمذی و نسائی میں علاوہ اسکے اگر اہل صحیح اسکو روایت
کرتے تو عدم صحت کا اسکے کبھی لزوم نہ ہوتا کیونکہ انہوں نے
صحیح روایتوں کے احاطہ کا بوجہ انکو مقدور نہ ہونے کے التزام
نہیں کیا ہے **قولہ** اور حسن انکے زمانہ میں محض بچہ تھے یعنی اس
قابل نہیں تھے کہ ان سے کچھ حاصل کرتے پس یہ ان سے تعجب ہے
کیونکہ انکا سن علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں کچھ زیادہ پندرہ
برس کا تھا اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ سماع کی صحت کا سن
امام احمد و بخاری و مسلم و جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک پانچ
برس ہے اور ہائے افسوس کیا وجہ ہے کہ جس روایت کو حسن نے عثمان
سے قبل خلافت علی کے بحالت صغر سن روایت کریں تو وہ
بالاتفاق صحیح و معتبر ہو اور جس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کریں بسبب انکے لڑکپن کے بالاجماع صحیح نہ ہو **قولہ** امام
حسن کا کچھ تذکرہ نہ تھا اور کوئی جانتا نہ تھا سبحان اللہ کیونکر
لوگ نہیں جانتے تھے اور جو انکا ذکر کرتے تھے حالانکہ گود میں
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پلے اور انکا دودھ پیا جبکہ انکو
ماں کسی کام میں مشغول تھیں اور یہ آپ کے گھر میں رہتے تھے اور حضرت عمر
امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے انکی تحنیک کی یعنی خرما
تر کا چبا کر انکو تالو میں لگایا اور ام سلمہ صحابہ کیطرف بھیجا کرتی تھیں اور وہ
لوگ انکو دعا دیتے تھے اور ایکبار حضرت عمر کے پاس لیگئیں تو
آپنے یہ دعا کی کہ الٰہی انکو دین کا عالم بنا اور لوگوں میں پیارا کر

وكان يحضر الجماعات والجمع والاعياد في
اخر زمن عثمان رضي الله عنه وقد سمع منه
وحفظ خطبه وقال ابو حاتم محمد بن حبان
بن احمد التميمي البستي غفر الله له في الثقات
في ترجمة الحسن البصري ما شافه بدريا
قط الا عثمان و عثمان لم يشهد بدرا
ونبين بعض ما كتب في حق الناس سوى
الحسن ليقاس ما كتب في حقه رضي الله عنه
قال غفر الله تعالى في ترجمة يونس عبيد
البصري يروي عن الحسن و ابن سيرين و
لم يسمع من الحسن شيئا انتهى وقد اخرج
اهل الصحيح وغيرهم ليونس عن الحسن
روايات كثيرة صريحة في سماعه منه
وقال الحافظ جمال الدين المزي في التهذيب
قال عثمان الدارمي قلت ليحيى بن معين
يونس بن عبيد احب اليك في الحسن او
حميد يعني الطويل فقال كلاهما وقال
علي بن المديني يونس بن عبيد اثبت في
الحسن من قتادة لان يونس من اصحاب
الحسن و قتادة ليس من اقران يونس و
قال في ترجمة خيرالتابعين اويس القرني

اور تھے جمعہ و جماعت و عیدمین زمانہ مین عثمان رضی
اللہ عنہ کے حاضر ہوتے اور اونسے سنا اور اونکے
خطبہ کو یاد کیا جیسا کہ ذہبی نے تہذیب مین
وخطیب نے اسماء رجال مین و غیرہما نے لکھتے ہین
اور امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد تمیمی بستی غفر اللہ
نے کتاب الثقات مین ذیل ترجمہ حسن بصری کے لکھتے
نہین دیکھا بدری کو سوائے عثمان کے اور حال یہ ہے
کہ عثمان بدر مین حاضر ہی نہین ہوئے تھے اب ہم بعض
اون کلام کو نقل کرتے ہین جو حسن کے سوا اور لوگون کے
حق مین ابن حبان نے لکھا ہے تا اسپر قیاس کیا جاوے
جو اونھون نے حسن کے باب مین لکھا ہے کہا ہے اللہ اونکو
بخشے یونس بن عبید بصری کے ترجمہ مین کہ وہ حسن
و ابن سیرین سے روایت کرتے ہین مگر حسن سے کچھ بھی
نہین سنا انتہی حالانکہ اہل صحیح و غیرہم یونس کی
کی روایت حسن سے جس مین اونسے صراحۃً سماع بھی
مذکور ہے بکثرت روایت کرتے ہین اور حافظ جمال الدین
مزی تہذیب مین کہتے ہین کہ عثمان دارمی نے کہا کہ مین نے
یحیے بن معین سے پوچھا کہ یونس بن عبید آپکے نزدیک
بہتر ہے حسن کی روایت مین یا حمید طویل یحیی نے کہا
کہ دونون بہتر ہین اور علی بن مدینی نے کہا کہ یونس
بن عبید زیادہ ثابت ہے روایت مین بہ نسبت

رضی اللہ عنہ وقد کان بعض اصحابنا ینکرون کونہ فی الدنیا فسبحان اللہ یا عجبا لاصحابنا الذین حمل عنہم العلم او لم یروا صحیح مسلم نیسا بوری ایضا حیث روی عن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان رجلا یاتیکم من الیمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر ام لہ قد کان بہ بیاض فدعا اللہ فاذہبہ الا موضع الدینار او الدرہم فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم وفی روایۃ قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجلا یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم

قتادہ کے کیونکہ یونس اصحاب حسن سے ہی اور قتادہ اور انکے یونس سے نہیں ہی۔ اور ذہبی نے ترجمہ میں خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب انکے دنیا میں رہنے کا انکار کرتے ہیں سبحان اللہ واے تعجب اونکے اصحاب پر باوجود عالم ہونے کے کیا صحیح مسلم نیشاپوری کو بھی نہیں دیکھا جس میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک ایک شخص یمن سے تمھاری طرف اوسکو اویس کہتے ہیں ماں کی خدمت کیوجہ سے یمن کو نہیں چھوڑتا اوسکے بدن میں سفیدی تھی سو خدا سے دعا کیا تو اللہ نے دور کر دیا صرف درہم یا دینار برابر رہگیا ہے پس جو شخص تم میں سے اونسے ملے چاہیے کہ اپنے لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کراوے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو فرماتے تھے کہ تابعین کا بہتر شخص ایک آدمی ہو گا اوسکو اویس کہتے ہیں اوسکی ماں ہو اور اوسکو سفیدی تھی اوس سے جاکر کہنا کہ تمھارے لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کرین

خاتمہ

نورد فیہا احادیث تبرکا و ذکری جامع الترغیب والترہیب للحافظ زکی الدین عبد العظیم المصری عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العلم علمان علم فی القلب فذلک العلم النافع وعلم علی اللسان فذلک حجۃ اللہ علی ابن ادم

خاتمہ

اب ہم ذکر کرینگے بنصیحت چند احادیث جامع الترغیب والترہیب حافظ زکی الدین عبد العظیم مصری (منذری) سے نقل کرتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو طرح کا علم ہے اول علم دلی ہے پس یہی علم نافع ہے دوم علم زبان پر پس اللہ کی حجت ہی آدمی پر اسکو حافظ ابو بکر خطیب نے بسند حسن اپنی تاریخ میں اور ابن عبد البر نمری نے کتاب العلم میں حسن سے مرسلا

رواه الحاكم ابو بكر الخطيب فی تاریخه باسناد ورواه ابن عبد البر النمری فی کتاب العلم عن الحسن مرسلا باسناد صحیح وعن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم العلم علمان فعلم ثابت فی القلب فذالك العلم النافع وعلم فی اللسان فذالك حجة الله علی عباده رواه ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس والاصبهانی فی کتابه ورواه البیهقی عن فضیل بن عیاض من قوله غیر مرفوع وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان من العلم کهیئة المکنون لا یعلمه الا العلماء بالله عز وجل فاذا نطقوا به لا ینکره الا اهل العزة بالله عز وجل رواه ابو منصور الدیلمی فی المسند الفردوس وابو عبد الرحمن السلمی فی اربعینه فی التصوف وقال الشیخ الجامع بین الحدیث والتصوف شهاب الدین السهروردی فی العوارف حدثنا شیخنا ابو النجیب السهروردی قال اخبرنا الرئیس ابو علی بن نبهان قال انا الحسن بن شاذان قال انا دعلج بن احمد قال انا ابو عبید القاسم بن سلام قال ثنا حجاج عن حماد بن سلمة عن علی بن زید

بسند صحیح روایت کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم دو قسم کا ہے ایک تو دل میں ہے اور وہی نفع دینے والا علم ہے اور ایک علم زبان میں ہے پس یہ اللہ کی حجت ہے بندوں پر اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین اور ابو نعیم اصفہانی نے حلیہ مین روایت کیا ہے اور بیہقی نے غیر مرفوع فضیل بن عیاض کے قول سے اسکو روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بعض علم مثل پوشیدہ چیزون کے ہین (اور اسکو علم باطن کہتے ہین) اسکو علما باللہ عزوجل کے سوا دوسرے نہین جانتے جب وہ اسکو بولتے ہین تو اوسکا فقہا انکار کرتے ہین اسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین اور عبد الرحمن سلمی نے اربعین تصوف مین روایت کیا ہے اور شیخ جامع بین الحدیث والتصوف امام شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین کہا ہے کہ ہم سے ابو النجیب سہروردی نے حدیث بیان کی کہا کہ ابو علی نبہان رئیس نے خبر دی کہا کہ ہمکو حسن بن شاذان نے خبر دی کہا کہ ہمکو دعلج بن احمد نے خبر دی کہا کہ ہمکو ابو عبید قاسم بن سلام نے خبر دی کہا کہ ہم سے حجاج نے حدیث بیان کی اونھون نے حماد بن سلمہ سے اونھون نے علی بن زید سے

عن الحسن يرفعه الى النبي صلى الله عليه وآله
وسلم قال ما نزل من القرآن آية الا
ولها ظهر وبطن ولكل حرف حد ولكل
حد مطلع فقلت يا ابا سعيد ما المطلع
قال قوم يعملون به وقال المحدث المستقيم
الشيخ ابرهيم الكردي في مطلع الجود
بتحقيق التنزيه في وحدة الوجود انبانا
شيخنا العارف بالله صفي الدين احمد
بن محمد المدني قدس سره بسنده الى الطبراني
قال حدثنا جعفر بن محمد بن واجد البغدادي
ثنا محمد بن علي بن الحسن بن شقيق المروزي
ثنا ابرهيم بن الاشعث الخراساني صاحب الفضيل
بن عياض عن الفضيل بن عياض عن هشام بن حسان
عن الحسن عن عمران بن حصين قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من انقطع
الى الله كفاه الله كل مؤنة ورزقه
من حيث لا يحتسب ومن انقطع الى الدنيا
وكله الله اليها اللهم انا نسألك بشفيع
المذنبين خاتم النبيين وآله الطاهرين
واصحابه الطيبين واتباعه الصادقين
وعباد الله الصالحين ايمانا

اونھون نے حسن سے مرفوع کرکے روایت کی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ قرآن مین کوئی
ایسی آیت نہین ہے کہ اوسکے ایک معنے ظاہری
وایک باطنی ہو اور ہر حرف کے لئے ایک حد اور
ہر حد کیلئے مطلع نہ ہو پس مین نے کہا کہ اے ابا سعید
مطلع کیا ہے کہا کہ جسپر قوم عمل کرین اور محدث مستقیم
شیخ ابراہیم کردی نے مطلع الجود بتحقیق التنزیہ
فی وحدۃ الوجود مین کہا کہ ہمکو خبر دی ہمارے شیخ عارف
باللہ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قدس سرہ نے اپنی
سند سے طبرانی تک کہا اور طبرانی نے کہا کہ ہمکو جعفر
بن محمد بن واجد بغدادی نے حدیث کی کہا کہ ہمکو
محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی نے حدیث کی اونھون نے
کہا کہ ہمسے ابراہیم بن اشعث خراسانی نے حدیث بیان کی
فضیل بن عیاض کے ساتھی ہین فضیل بن عیاض سے اونھون نے ہشام
بن حسان سے اونھون نے حسن سے اونھون نے عمران بن
حصین سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کیطرف سب سے منقطع
ہوکر ملا اللہ اوسکی ہر چیز مین مدد کریگا اور اوسکو ایسی
جگہ سے روزی دیگا جہان سے گمان نہین کرتا اور جو شخص
اللہ سے منقطع ہوکر دنیا کیطرف رجوع کرے اللہ اوسکو
دنیا کیطرف چھوڑ دیگا اے اللہ ببرکت شفیع المذنبین خاتم النبیین

دائما واسلاما قائما واحسانا نامية وعينا باكية وخدا رطبا في حبك وحب حبيبك والنجاة من فتنة المحيا والممات والشهادة في سبيلك وفي بلد رسولك انك على كل شئ قدير وبالاجابة جدير وصل على خير خلقك محمد واله واصحابه واتباعه واحبابه اجمعين ط

اور آپکے آل طاہرین اور آپکے اصحاب طیبین اور آپکے سچے پیروی کرنیوالے اور اپنے بندہ صالحین کے تم تمہ ایمان دائمی و اسلام مضبوط و اخلاص کی زیادتی او آنکھ رونیوالی اور رخسارہ تر تیری او رتیرے حبیب کی محبت میں اور نجات فتنہ سے زندگانی و موت کی اور شہادت تیرے راستہ میں اور تیرے رسول کے شہر مانگتے ہیں تو ہر چیز پر قادر ہے اور قبول کرنے پر حریص ہے اے اللہ اور درود بھیج اپنے بہتر مخلوقات محمد پر اور انکے آل و اصحاب و احباب و اتباع سب پر

تمت بعون الملك العزيز العلام

البرّة في اتحاف الفرق بوصل الحرقه

بسم الله الرحمن الرحيم

اتحاف الفرق بوصل الحرقه

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين مسئاله انكر جماعة من الحفاظ سماع الحسن البصري من علي بن ابي طالب

البرّه

الحمد لله رب العالمين والصلوة و السلام على سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين مسئلہ حفاظ کی ایک جماعت نے انکار کیا ہے حسن بصری کا سماع علی بن ابی طالب

وتمسك بهذا بعض المتأخرين فحدث به في طريق
لبس الخرقة واثبته جماعة وهو الراجح عندي لوجوه
وقد رجحه ايضاً الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة
فانه قال قال الحسن بن ابي الحسن البصري عن علي
وقيل لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ
ابن حجر في اطراف المختارة **الوجه الاول** ان
العلماء ذكروا في الاصول في وجوه الترجيح ان المثبت
مقدم على النافي لان معه زيادة علم **الوجه الثاني**
ان الحسن ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر رض
باتفاق وكانت امه خيرة مولاة ام سلمة رضي الله
عنها فكانت ام سلمة تخرجه الى الصحابة يباركون
عليه واخرجته الى عمر فدعا له اللهم فقهه في
الدين وحببه الى الناس ذكره الحافظ جمال الدين
المزي في التهذيب واخرجه العسكري في كتاب
المواعظ بسنده وذكر المزي انه حضر يوم الدار
وله اربع عشرة سنة ومن المعلوم انه منذ ميز
وبلغ سبع سنين امر بالصلوة فكان يحضر
الجماعة ويصلي خلف عثمان رض الى ان قتل عثمان
رض وعلي اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها
الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر
سماعه منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد

اور اسیکے ساتھ بعض متاخرین نے تمسک کر کے طریقت
کے خرقہ پہننے مین کلام کیا اور ایک جماعت نے اسکو ثابت
کیا اور ثبوت ہی میرے نزدیک بھی چند وجوہ سے راجح ہی اور
اسکی ترجیح حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارہ مین کی ہی
پس انھون نے کہا کہ حسن بن ابی الحسن نے علی سے سنا ہی اور
روایت کی ہی اور کہا گیا ہی کہ انھون نے علی سے نہین سنا اسپر حافظ
ابن حجر نے اطراف المختارہ مین تعاقب بھی کیا ہی پہلی وجہہ یہ ہی کہ
اصول مین دربارہ ترجیح کے علما نے ذکر کیا ہی کہ ثبوت نفی پر
مقدم ہوتا ہی کیونکہ ثبوت سے زیادتی علم کی متصور ہی دوسری
وجہہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر کی خلافت مین دو برس باقی رہگیا
تو بالاتفاق محدثین حسن پیدا ہوے تھے اور انکی ماں کا نام
خیرہ ہی لونڈی آزاد شدہ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کی تھین اور حضرت ام سلمہ رض صحابیون کے پاس لیجایا کرتین اور وہ
لوگ انکو برکت کی دعا دیتے اور ایکروز حضرت عمر کے پاس لیگئین
آپنے یہ دعا دیا یا اللہ اسکو دین کا عالم بنا اور لوگون مین
محبوب رکھ اسکو حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب مین ذکر کیا
اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ مین اپنی سند سے ذکر کیا اور مزی نے
ذکر کیا کہ وہ واقعہ شہادت حضرت عثمان مین حاضر تھے اور اسوقت
انکی عمر چودہ برس کی تھی اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب وہ
تمیز ہوا اور سات برس کی عمر ہوئی تو نماز کیلئے حکم کئے گئے
اور جیسا کہ اسلامی قانون مین ہے کہ ساتوین برس لڑکے کو

خمس سنوات من حين نموه الى ان بلغ اربع عشرة
سنة وزيادة على ذلك ان عليا كان يزور
امهات المؤمنين ومنهن ام سلمة والحسن في بيتها
هو وامه **الوجه الثالث** انه ورد عن الحسن
ما يدل على سماعه منه اورد المزي في التهذيب
من طريق ابي نعيم قال حدثنا ابو القاسم عبد الرحمن
بن العباس انا عبد الرحمن بن زكريا حدثنا ابو حنيفة
بن حنيفة الواسطي حدثنا محمد بن موسى
الجرشي حدثنا ثمامة بن عبيدة حدثنا عطية
بن محارب عن يوسف بن عبيد قال سالت الحسن
قلت يا ابا سعيد انك تقول قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وانك لم تدركه قال يا ابن اخي لقد سألتني
عن شيء ما سألني عنه احد قبلك ولولا منزلتك مني ما اخبرته
اني في زمان كما ترى وكان في عمل الحجاج كل شيء سمعتني
اقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فهو من
علي بن ابي طالب رضي الله عنه غير اني في زمان لا استطيع
ان اذكر عليا ذكر ما وقع لنا من رواية الحسن عن علي
قال احمد في مسنده حدثنا هشيم انبأنا يونس عن الحسن
عن علي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم يقول رفع القلم عن ثلاثة عن الصغير
حتى يبلغ وعن النائم حتى يستيقظ وعن المصاب

نماز پڑھا اور پس جماعت [illegible] حاضر ہوتا اور حضرت عثمان
کے پیچھے اونکے قتل تک برابر نماز پڑھا کرتے اور حضرت
علی بھی اوس زمانہ تک مدینہ ہی میں تھے کیونکہ وہ کوفہ میں
بعد قتل حضرت عثمان کے گئے ہیں پس کیونکر انکی سماع کا
اونسے انکار ہوسکتا ہے حالانکہ سن تمیز مذکورہ سے چودہ برس
تک بلکہ کچھ اور زیادہ برابر دن رات میں پانچ وقت مسجد میں
جمع ہوتے تھے علاوہ اسکے حضرت علی امہات المؤمنین کی زیارت
کو بھی جایا کرتے تھے انھیں میں حضرت ام سلمہ ہیں اور حسن بصری اور
اونکی ماں بھی اوسی گھر میں رہتی تھیں تیسری وجہ یہ ہے کہ بالتصریح
انسے سماع کی روایتیں وارد ہیں مزی کی تہذیب میں ابو نعیم کے
طریق سے آئی ہیں کہا کہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عباس
نے ہمسے بیان کی کہا کہ ہمسے عبد الرحمن بن زکریا نے بیان
کی کہا کہ ہمسے ابو حنیفہ محمد بن حنیفہ واسطی نے بیان کیا کہا
کہ ہمسے محمد بن موسے جرشی نے بیان کیا کہا کہ ہمسے ثمامہ بن
عبیدہ نے بیان کیا کہا کہ ہمسے عطیہ بن محارب نے بیان کیا
اونھوں نے یوسف بن عبید سے روایت کی اونھوں نے کہا کہ
میں نے حسن سے پوچھا کہ اے ابو سعید آپ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپنے اونکے زمانہ کو نہیں پایا
فرمایا کہ اے میرے بھتیجے تو نے ایسی چیز پوچھی ہے کہ تجھسے
پیشتر کسی نے نہیں پوچھا اگر تیری قدر ہمکو نہ ہوتی تو ہم
نہ بتلاتے تو دیکھتا ہے کہ ہم کس زمانہ میں ہیں اور وہ حجاج کے زمانہ میں تھا

حتی یکشف عنه اخرجه الترمذی وحسنه و
النسائی والحاکم وصححه والضیاء المقدسی فی المختارة
قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی
عند الکلام علی هذا الحدیث قال علی بن المدینی الحسن
رای علیا بالمدینة وهو غلام وقال ابو زرعة کان
الحسن البصری یوم بویع لعلی ابن اربع عشرة سنة
ورای علیا بالمدینة ثم خرج الی الکوفة
والبصرة ولم یلقه الحسن بعد ذلک وقال
الحسن رأیت الزبیر یبایع علیا انتهی قلت وفی
هذا القدر کفایة ویحمل قول النافی علی ما
بعد خروج علی من المدینة وقال النسائی حدثنا
الحسن بن احمد بن حبیب حدثنا شاذ بن فیاض عن
عمر بن ابراهیم عن قتادة عن الحسن عن علی ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال افطر الحاجم
والمحجوم وقال الطحاوی حدثنا نصر بن مرزوق
حدثنا الخطیب حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة
عن الحسن عن علی قال قال رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم انما کان فی الرهن فضل فاصابته
فهو بما فیه الحدیث وقال الدارقطنی حدثنا
احمد بن محمد بن عبد الله بن زیاد القطان حدثنا
الحسن بن مسیب العمری قال سمعت محمد بن

ہمسے جسکی روایت مین تعجب ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اوسکو مین نے علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے
مگر ہمکو قدرت نہین ہے کہ اونکے نام کو ذکر کرین خبر کر حسن کی روایت
علی کرم اللہ وجہہ سے امام احمد نے اپنی مسند مین کہا کہ ہمسے
ہشیم نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو یونس نے خبر دی حسن سے اونھون
نے علی رضی اللہ عنہ سے علی نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے سنا ہے کہ تین شخص مرفوع القلم ہین لڑکا یہانتک کہ جوان ہووے
سویا ہوا یہانتک کہ جاگے اور مصیبت زدہ یہانتک کہ وہ اوس سے دور ہو
اسکو ترمذی نے نکالا اور حسن کہا اور نسائی اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ضیاء
مقدسی نے بھی اسکو مختارہ مین روایت کی اور حافظ زین الدین عراقی نے شرح
ترمذی مین اس حدیث کی تحت مین لکھا ہے کہ علی بن مدینی نے کہا کہ حسن نے
علی کو مدینہ مین لڑکپن مین دیکھا ہے اور ابو زرعہ نے کہا کہ حضرت علی کی بیعت کے
روز حسن بصری چودہ برس کے تھے اور علی کو مدینہ مین دیکھا ہے اسکے بعد علی کوفہ
اور بصرہ کیطرف گئے اوسکے بعد حسن سے ملاقات نہین ہوئی اور حسن نے کہا کہ ہمنے
زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا ہے انتہی مین کہتا ہون کہ اسقدر کافی دلیل
ہے اور جو انکار کرتے ہین انکا قول محمول کیا جاویگا حضرت علی کے مدینے
سے نکلنے بعد پر یعنی مدینہ سے کوفہ چلے جانیکے بعد حسن نے انکو سماع
نہین کی حالانکہ قصاص اور واعظین ناسخ و منسوخ نہ جاننے والوں کو نکالا
اور حسن کو نہ نکالنا اسکے بعد کی ملاقات کو بھی بصرہ مین مشعر ہے واللہ اعلم
اور نسائی نے کہا کہ ہمسے حدیث کی حسن بن احمد بن حبیب نے اوسنے
کہا کہ ہمسے حدیث کی شاذ بن فیاض نے عمر بن ابراہیم سے اونھون نے قتادہ سے

صدران السلمي حدثنا عبد الله بن ميمون
المزني حدثنا عوف عن الحسن عن علي رضي الله عنه
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي يا علي قد جعلنا
اليك هذه السبقة بين الناس وقال الدارقطني
حدثنا علي بن عبد الله بن بشر حدثنا احمد بن
سنان حدثنا يزيد بن هرون اخبرنا حميد الطويل
عن الحسن قال قال علي رضي الله عنه ان وسع الله عليكم
فاجعلوا صاعا من بر يعني زكوة الفطر و
قال الدارقطني حدثنا عبد الله بن محمد
بن عبد العزيز حدثنا داود بن رشيد حدثنا
ابو حفص الابار عن عطاء بن السائب عن الحسن
عن علي رضي الله عنه قال الخلية والبرية والبتة
والحرام والبائن ثلاث لا تحل له حتى تنكح
زوجا غيره وقال الطحاوي حدثنا ابن
مرزوق حدثنا عمرو بن ابي رزين حدثنا
شاور بن حساب عن الحسن عن علي رضي الله عنه
قال ليس في مس الذكر وضوء وقال ابو نعيم
في الحلية حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا
هناد حدثنا ابن فضيل عن ليث عن الحسن
عن علي رضي الله عنه قال طوبى لكل عبد
نومة عرف الناس ولم يعرفه الناس عرفه الله

اونھون نے حسن سے اونھون نے علی سے روایت کی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگھی لگانیوالے اور لگوانیوالے
کا روزہ ٹوٹ گیا اور طحاوی نے کہا کہ ہمسے نصر بن مرزوق نے
حدیث کی اوسنے کہا کہ ہمسے خصیب نے حدیث بیان کی اوسنے کہا
کہ ہمسے حماد بن سلمہ نے حدیث کی قتادہ سے اونھون نے
حسن سے اونھون نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب ہمین فصل ہو پس اوسکو نقصان پہونچے
پس وہ اوسی مین ہے آخر حدیث تک اور دارقطنی نے کہا کہ
ہمسے احمد بن محمد بن عبد اللہ بن زیاد قطان نے حدیث بیان کی کہا کہ
ہمسے حسن بن مسیب مصری نے حدیث بیان کی کہا ہمین محمد بن
صدران سلمی سے سنا اوسنے کہا کہ عبد اللہ بن میمون مزنی نے حدیث
بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے عوف نے حدیث بیان کی اوسنے
حسن سے اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے علی کو فرمایا کہ اے علی اس گھوڑ دوڑ
کو لوگون مین ہمنے تیری طرف کیا اور دارقطنی نے کہا کہ ہمسے
علی بن عبد اللہ بن بشر نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے
احمد بن سنان نے بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے یزید بن ہارون
نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو حمید طویل نے خبر دی
حسن سے اونھون نے علی سے کہ علی نے کہا کہ اگر اللہ تعالے
تملوگون پر کشایش رزق کی کرے تو زکاۃ فطرہ گیہون سے
ایک صاع دیا کرو اور دارقطنی نے کہا کہ ہمسے عبد اللہ بن محمد

[illegible] المصابیح تنکشف
[illegible] علیہم اللہ
[illegible] البخاری و
[illegible] قال الخطیب فی
[illegible] الحسن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بن ارقم عن الحسن
[illegible] کفنت النبی صلی اللہ
[illegible] قمیص [illegible]
[illegible]
[illegible] خشیع
الحسن من علی ابن ابی طالب [illegible]
[illegible] قال [illegible]
[illegible]
لم یسمع من علی رضی اللہ [illegible]
عنہ غیر حدیث [illegible]
بعد قتل عثمان کان الحسن بالمدینۃ
ثم قدم البصرۃ [illegible] مات
قال الحافظ ابن حجر وقع فی مسند
ابی یعلی قال حدثنا حوثرۃ بن اشرس

بن عبد العزیز نے [illegible] بیان [illegible]
رشید نے حدیث بیان کی [illegible] ابو حفص
حدیث بیان کی اوسنے عطا رسے روایت کی اوسنے حسن سے
اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عورت یوں کہنے ہیں کہ تو
[illegible] طلاق البتہ
[illegible]
[illegible] شوہر سے [illegible]
[illegible]
ہم [illegible] کہا ہم سے عمرو
بن [illegible] ہم سے [illegible]
بیان کی اوسنے حسن روایت کی اوسنے علی رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ ستر کے چھوڑنے میں [illegible]
ابو نعیم نے حلیۃ میں کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان
کیا [illegible] کہا کہ ہم سے ابو یحیی رازی نے بیان کی اوسنے
کہا کہ ہم سے ہناد نے بیان کی اوسنے [illegible] ابن فضیل
نے بیان کی [illegible] لیث سے روایت کی اوسنے حسن سے
اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آنحضرت مومن کے لئے
[illegible] وہ لوگوں کو پہچانتا ہے اور لوگ
اوسکو نہیں پہچانتے اوسنے اللہ کو اوسکی رضا کے
ساتھ پہچانا ہے وہ لوگ ہدایت کے چراغ
ہیں انکی وجہ سے اللہ ہر اندھیرے و فتنہ کو دور کرتا ہے